REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰ — شمارہ ۲۲

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرحِ چندہ: سالانہ ۷۵ روپے۔ بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

THE BADR WEEKLY QADIAN-143516

۱۵ ذیقعدہ ۱۴۱۱ ہجری — ۳۰ ہجرت ۱۳۷۰ ہش — ۳۰ مئی ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

جماعت احمدیہ کا سوواں جلسہ سالانہ

مورخہ ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوگا

انشاء اللہ تعالیٰ

بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر آج سے سو سال قبل ۱۸۹۱ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اس کی عظمت و اہمیت اور برکات کو واضح کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

جلسہ سالانہ کی عظمت

فرمایا:- "اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ سالانہ کی برکات

فرمایا:-

- اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔
- آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔
- جو بھائی اس عرصہ میں سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اُس کے لئے مغفرت کی دُعا کی جائیگی۔
- تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی۔
- اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ اُن کے دل آخرت کی طرف بکلی جُھک جائیں اور اُن کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکساری اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے دُعائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس روحانی اجتماع میں شرکت کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور مندرجہ ذیل نہایت عاجزانہ دُعائیں کر رکھی ہیں:-

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو۔ اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اُس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا، اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

خطبۃ جمعۃ المبارک

انگلستان کے دل میں لندن میں کھڑے ہو کر میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہ سو فیصد سچی باتیں ہیں

جن آخرین کا ذکر ہے وہ دولتمند نہیں ہیں بلکہ غریب جماعت ہیں لیکن خدا کی محبت میں اور

خدا کی خاطر اپنے رزق کو قربان کرتے چلے جاتے ہیں اور نیکی کی راہوں میں چندے دیتے چلے جاتے ہیں

پس ان امیر قوموں کے لئے اب یہی بچنے کی راہ ہے کہ مسیح موسوی کے آخرین سے نکل کر مسیح محمدی کے آخرین میں داخل ہو جائیں اور دہیں ان کے لئے نجات ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۹ شہادت (اپریل) ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——(ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا :۔

گزشتہ خطبے میں یہ مضمون چل رہا تھا کہ سورۃ فاتحہ کی آخری دعا یعنی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ایک بہت ہی مشکل دعا ہے کیونکہ وہ لوگ جن پر خدا نے انعام فرمایا اُن کی راہیں بہت مشکل راہیں تھیں اور اُن پر چلنے کی دعا مانگنا بھی بڑے حوصلے کا تقاضا کرتا ہے۔ ساتھ ہی میں نے یہ بیان کیا کہ جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں اور اُن انعام یافتہ لوگوں کی زندگی کے حالات کو قرآن کریم کے شیشے میں دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اُنہوں نے اپنی راہوں کو دعاؤں کے زور سے آسان کیا اور دعاؤں کے سہارے ان کا یہ سفر جو بہت ہی مشکل تھا آسانی سے طے ہوا یہاں تک کہ وہ اپنے نیک انجام کو پہنچے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیں بھی جب ہم سورۃ فاتحہ میں مذکور دعا کرتے ہیں تو اُن دعاؤں کا سہارا لینا چاہیئے جن دعاؤں کا سہارا ہم سے پہلے انعام یافتہ لوگوں نے لیا تھا ورنہ اس راہ پر سفر کرنا تو در کنار یہ دعا مانگنے کی بھی ہمت نہیں پیدا ہو سکتی۔ کچھ دعائیں جو قرآن میں مذکور ہیں اُن کا بیان گزر چکا۔ اب میں جہاں سے مضمون ختم ہوا تھا وہاں سے دوبارہ شروع کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے متعلق قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا اور بہت ہی مشکل کام تھا جو آپ کے سپرد ہوا، یہاں تک کہ آپ نے محسوس کیا کہ ساری قوم انکار کر بیٹھے گی اور آپ کو رد کر دیا جائے گا تو اُس وقت کیا ہوا۔ فرمایا :

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کفر کو محسوس کیا تب کہا : قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ تو اُنہوں نے یہ دردناک صدا بلند کی، مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کون ہے جو خدا کی راہ میں میری مدد کے لئے آگے آئے۔ اُس وقت وہ چند حواری جو آپ پر ایمان لائے تھے اُنہوں نے کہا : قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہ ہم تیری مدد کے لئے خدا کی خاطر تیار ہیں۔ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۔ ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اور اے عیسیٰؑ ! تو گواہ بن جا کہ ہم اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ تب اُنہوں نے یہ دعا کی :

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (آل عمران : ۵۴)

کہ اے ہمارے رب! ہم جو تو نے اُتارا ہے اُس پر ایمان لے آئے ہیں۔ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ اور ہم نے اُس رسول کی پیروی شروع کر دی ہے جس رسول کو تو نے بھیجا تھا۔ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ تو ہمیں بھی شاہدوں میں لکھ لے۔

اِس دعا کی حکمت کو سمجھنا چاہیئے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مؤمن مخاطب ہوتے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ ہم پر گواہ بن جائیں اور اس کے بعد خدا سے مخاطب ہوتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ تو ہمیں گواہوں میں شمار کر لے یہ نہیں کہا کہ تو ہمارا گواہ بن جا۔ عرض کیا : فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ۔ ہمیں بھی شاہدوں میں لکھ لے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انبیاء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں اور خدا پر ایمان لانے والوں کی نگرانی کریں اور اُن کے اعمال کا ہمیشہ باریک نظر سے جائزہ لیتے رہیں کیونکہ قیامت کے دن ان کو اُن لوگوں پر گواہ بنایا جائے گا اور گواہ بننے کے لئے جو شرائط ہیں وہ اُن میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی اس معاملے میں گواہ بننے کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ

جس نیکی کی وہ تعلیم دیتے ہیں اُس نیکی پر عمل بھی کرتے ہیں۔

اگر انبیاء میں یہ بنیادی شرط نہ پائی جاتی تو وہ ہرگز قوموں پر گواہ نہیں بنائے جا سکتے تھے۔ پس نیکی کا گواہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خود نیک ہو۔ پس حواریوں نے دیکھئے کیسی پُرحکمت دعا کی ہے۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ تو ہمارا گواہ بن جا کیونکہ تو ہی یہ اہلیت رکھتا ہے کہ جو بات کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ جس نیکی کی تعلیم دیتا ہے اُس پر عمل پیرا ہے، ہمارا گواہ بن جا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں اور پھر خدا سے عرض کی کہ اے خدا! ہمیں بھی گواہوں میں لکھ لے۔ ہم تیرے حضور اس قابل بنیں کہ لوگوں کو نہ صرف نیکی کی تعلیم دیں بلکہ اس تعلیم پر خود عمل کرنے والے ہوں یہاں تک کہ تیرے نزدیک ہم شاہدین میں لکھے جائیں۔ بہت بڑا مرتبہ ہے جو طلب کیا گیا ہے یعنی تیرے حضور انبیاء کے اُن ساتھیوں میں لکھے جائیں

جن کو قوموں کی نگرانی پر مامور کیا جاتا ہے۔ پس نیک اعمال کی اور اخلاص کی دعا اس دعا کے اندر شامل ہو گئی اور بہت ہی جامع و مانع دعا ہے

پھر بہت سے انبیاء کی دعا قرآن کریم نے یوں بیان فرمائی کہ مختلف انبیاء مختلف مصائب میں مبتلا ہو کر یہ دعا کیا کرتے تھے جن کا ذکر یوں فرمایا:

وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَکَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَمَا کَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا ....

آگے دعا شروع ہو گی۔ وَکَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ۔ کتنے ہی خدا کے نبی ایسے ہیں۔ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ کَثِیْرٌ۔ جن کے ساتھ بہت سے خدا والوں نے مل کر جہاد کیا۔ فَمَا وَهَنُوْا۔ وہ کمزور نہیں پڑے * وَمَا ضَعُفُوْا۔ اور یہ بھی کمزوری کے اظہار کا ایک مزید لفظ ہے۔ ضَعُفُوْا کمزور پڑ جانا۔ بوڑھے ہو جانا۔ تھک جانا۔ وَمَا اسْتَکَانُوْا۔ اور ایسے حال میں نہیں پہنچے کہ وہ ذلیل اور رسوا ہو چکے ہوں اور ہمت ہار بیٹھے ہوں تو باوجود شدید مشکلات کے لمبی مشکلوں کی راہ پر چلنے کے ان میں کوئی کمزوری نہیں آئی کوئی بیماری پیدا نہیں ہوئی کوئی تھکن پیدا نہیں ہوئی اور مشکلات نے ان کو مضمحل نہیں کر دیا اور دنیا کی نظر میں ان لوگوں میں وہ شمار نہیں ہوئے جو تھک ہار کر ذلیل ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔

یہ کیسے ہوا؟ اس لئے ہوا کہ وہ ایک دعا کیا کرتے تھے

وَمَا کَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا۔ اس کے سوا ان کی دعا اور کچھ نہ تھی کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے۔ وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا۔ اور اپنے نفس پر ہم جو زیادتیاں کرتے رہتے ہیں ان سے صرف نظر فرما۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ہمارے اقدام میں استحکام بخش اور ہمیں متزلزل نہ ہونے دے۔ وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝[1] اور ہمیں کافروں کی قوم پر نصرت عطا فرما۔

پس یہ جو دعائیں بتائی گئیں کہ یہ دعائیں کیا کرتے تھے ان دعاؤں کو اس مضمون پر چسپاں کر کے دیکھیں جو پہلے گزر گیا کہ ان میں یہ بات کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ بات کبھی پیدا نہیں ہوئی۔ یہ بات بھی پیدا نہیں ہوئی یہ بات بھی پیدا نہیں ہوئی تو درحقیقت ان سب باتوں کا جواب اس دعا میں ہے۔ اس دعا کے جتنے ٹکڑے ہیں ان کا ان باتوں سے تعلق ہے جن باتوں سے وہ بچے رہے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات بخشی اور وہ اس دعا ہی کا نتیجہ تھا۔ پس اگر آج بھی مومن اس راہ کو طلب کر رہے ہیں تو انہی راہ کی صفات کو اختیار کرنا پڑے گا اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے ثبات قدم کی التجائیں کرنی ہوں گی۔

پھر قرآن کریم میں ایک دعا

اُولُوا الْاَلْبَاب کی دعا

بتائی گئی ہے یعنی عقل والوں کی دعا۔ جن کا دماغ روشن ہوتا ہے جن کا نور بصیرت تیز ہوتا ہے۔ فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝

(آل عمران)

دیکھو! آسمان اور زمین کی پیدائش میں رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں یقیناً اُولُوا الْاَلْبَاب کے لئے، صاحب عقل لوگوں کے لئے نشانات ہیں۔ یہ صاحب عقل لوگ کیا کرتے ہیں؟ صاحب عقل وہ لوگ ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا۔ جو اللہ کو کھڑے ہو کر بھی، بیٹھ کر بھی یاد کرتے ہیں۔ وَعَلٰی جُنُوْبِهِمْ اور رات کو لیٹے ہوئے یا دن کو لیٹے ہوئے بھی۔ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور ہمیشہ زمین و آسمان کی پیدائش پر فکر کرتے رہتے ہو ہیں اور غور کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ کیا پیدا کیا؟ اس میں کیا حکمتیں ہیں؟ اس کی تخلیق میں کیا لطائف پوشیدہ ہیں؟ یہ غور کرنے کے بعد ان کے دل سے بے ساختہ یہ دعا نکلتی ہے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝[2] کہ اے ہمارے رب! جو کچھ بھی تو نے پیدا کیا ہے حکمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ باطل نہیں ہے۔ بے مقصد نہیں ہے۔ کیونکہ اتنا اعلیٰ انتظام جو ایسا مربوط ہو اور ایسا گہری حکمتوں پر مبنی ہو وہ عبث نہیں ہو سکتا، بے کار نہیں بنایا جا سکتا ضرور اس کا کوئی مقصد ہے اور اگر ہم اس مقصد کو پورا کرنے والے نہ بنیں تو جس طرح بے کار چیزیں آگ میں پھینک دی جاتی ہیں ہمیں ڈر ہے کہ ہم بھی آگ کا ایندھن نہ بن جائیں تو ان سب باتوں پر مشتمل یہ دعا ہے اگرچہ الفاظ تھوڑے ہیں۔ عرض کرتے ہیں: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۔ تیری شان بلند ہے، تو سبحان ہے، تو پاک ہے۔ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

پس سوال یہ ہے کہ اچانک زمین و آسمان پر غور کرنے کے بعد آگ کے عذاب کا کیا ذکر چل پڑا۔ وہ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ وہ ذکر اس مضمون میں مخفی ہے۔ اس کے اندر یہ ذکر موجود ہے اگرچہ ظاہری آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا۔ مراد یہی ہے کہ جب وہ یہ مضمون پا جاتے ہیں کہ اتنی عظیم الشان کائنات جو اتنی لطافتوں اور حکمتوں کے ساتھ بنائی گئی ہے اور اربہا ارب سال جس کی تخلیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں لگے یہ بے معنی اور بے کار نہیں ہو سکتی۔ ایک انسان ایک گلی ڈنڈا بھی بنائے تو اس کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ بچے کوئی معمولی سا کھلونا بھی گھڑ لیں یا مٹی سے بنا لیں تو اس کا بھی ایک مقصد ہوا کرتا ہے جب وہ مقصد پورا نہ ہو تو پھر اسے باہر گلی میں پھینک دیا جاتا ہے یا آگ میں جلا دیا جاتا ہے۔ ہر پرزہ جس مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اگر وہ مقصد کو جب وہ پورا کرنا چھوڑ دے تو جنک (JUNK) میں چلا جاتا ہے۔ پرانی کاریں آپ نے دیکھی ہوں گی کہ وہ ایسی جگہوں پر بھجوا دی جاتی ہیں جہاں بڑی بڑی مشینیں ان کو چرمر کر کے محض لوہے کا ڈھیر بنا دینے پر لگی رہتی ہیں اور آناً فاناً ان کاروں کے حلیے بگڑ جاتے ہیں اور وہ محض لوہے کے ٹکڑے باقی رہ جاتے ہیں۔ مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ ہر وہ چیز باقی رہے جو مفید ہے۔ جو ان مقاصد کے مطابق ہے جن مقاصد کے لئے اسے پیدا کیا گیا اور ہر وہ چیز رد کر دی جائے اور اسے کالعدم کر دیا جائے جو مقاصد کو ادا کرنے سے عاری ہو گئی ہو کیونکہ اس کے رہنے کا اب کوئی جواز نہیں رہا۔ ان کے لئے آگ بنائی گئی ہے۔ آگ ان لوگوں کو ختم کرنے کے لئے بنائی گئی ہے جو مقصد کو پورا نہیں کر سکے۔ اس لئے یہ بڑی پُر حکمت دعا ہے۔ دیکھئے ان لوگوں کو اُولُوا الْاَلْبَاب کتنا پیارا کہا سمجھتا ہے کہ غور و فکر کے بعد لمبی باتوں کی بجائے سیدھی نکتے کی بات کہی، آخری مقصد کی بات بیان کر گئے کہ اے خدا! ہم نے بہت غور کر لیا ہے۔ اب ہمیں یہ یقین ہو گیا ہے کہ اگر ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کیا تو ہم آگ کا ایندھن بنائے جانے کے لائق ہوں گے۔ پس ہم تجھ سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ۔۔ اے خدا! جسے تو آگ میں داخل کر دے یا داخل کرنے گا تو اسے تو ذلیل و رسوا کر دے گا۔ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝[3] اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

[1] آل عمران: ۱۴۷-۱۴۸ ۔ [2] آل عمران: ۱۹۲ ۔ [3] آل عمران: ۱۹۳

پھر بھی کیسی پُر حکمت دُعا ہے اور دیکھیں

ان کے لئے اُولُوا الْاَلْبَاب ہے کہلانا

کیسا زیب دیتا ہے۔ کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ جسے تو آگ میں داخل کرے، یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ اللہ گویا نعوذ باللہ لوگوں کو زبردستی آگ میں داخل کرتا پھرتا ہے۔ اِس شبے کا ازالہ اِس دُعا کے آخری ٹکڑے نے کر دیا کہ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ اے خدا! جن کو تو آگ میں داخل کرے گا وہ ظالم ہوں گے خود اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہوں گے اور جو ظلم کرنے والے ہیں اُن کی مدد نہیں کی جاتی۔ اس لئے تو اُن کی مدد نہیں کرے گا۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ پھر یہ دُعا آئی: رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ۔ کہ اے خدا! ہم نے اُس منادی کی آواز کو سُنا جو یہ پکار رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ۔ اُس کی یہ ندا تھی کہ اے لوگو! تم اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ۔ پس ہم نے اس پکار کو سنا اور ایمان لے آئے اس ایمان لانے کے نتیجے میں کیا طلب کیا جاتا ہے۔ اُولُوا الْاَلْبَاب یہ عرض کرتے ہیں: رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا ۔ اے خدا! پہلا مطالبہ تو ہمارا یہ ہے کہ اب جب ہمیں نئی زندگی عطا کی گئی، نئے دَور میں ہم داخل ہو رہے ہیں تو ہمارے پُرانے گناہوں کا شمار نہ کیا جائے، clean slate یعنی بالکل صاف تختی کے ساتھ ہم دوبارہ زندگی کا ایک نیا سفر شروع کریں لیکن یہ کہنا بھی کافی نہیں کیونکہ زندگی کے اندر بہت سی بُرائیاں اِس طرح داخل ہو جاتی ہیں جیسے فطرتِ ثانیہ بن گئی ہوں اور محض ایمان لانے کے نتیجے میں وہ بیماریاں از خود جھڑ نہیں جایا کرتیں۔ پُرانے گناہ تو بخشے گئے لیکن بد عادتیں جو زندگی کا حصہ بن چکی ہیں وہ کیسے چھٹیں گی اور اُن کے نتیجے میں جو نئے گناہ پیدا ہوتے رہیں گے اُن کا کیا بنے گا۔ تو دیکھئے صاحبِ عقل لوگ کیسی اچھی دُعا کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں:

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا

پہلے کی بخشش اور آئندہ ہم سے ہماری وہ بُرائیاں دُور کرنا شروع فرما دے جو بُرائیاں ہمارے ساتھ لاحق ہو چکی ہیں، بیماریوں کی طرح ہمیں چمٹ گئی ہیں، جن کو دُور کرنا ہماری طاقت میں نہیں ہے۔ پس ایمان لانے کے ساتھ ہی سب بُرائیاں دُور نہیں ہو جایا کرتیں اور یہ خصوصاً ان مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے جو دُنیا میں تبلیغِ اسلام کر رہے ہیں۔ محض تبلیغ کے ذریعے کسی کو مسلمان بنا لینا اور یہ سمجھ لینا کہ فرض ادا ہو گیا ہرگز کافی نہیں کیونکہ بہت سے ایسے ایمان لانے والے ہوں گے جو سچے دل سے توبہ بھی کر چکے ہوں گے لیکن اپنی بہت سی بدیاں ساتھ لے کر آئیں گے جن سے چھٹکارا پانا اُن کے بس میں نہیں۔ اگر اُن کی طرف توجہ نہ کی گئی، اگر تبلیغ کرنے والا اُن سے مستقل تعلق رکھ کے اُن کی بُرائیاں دُور کرنے میں اُن کی مدد نہیں کرتا تو ایسے ہی ہوگا جیسے بعض بچے وبائی امراض کا شکار ہوتے ہیں اور مائیں اُن کو جگہ جگہ لئے پھرتی ہیں، اتنا نہیں سوچتیں کہ مجالس میں لے کے جائیں گی تو اور بھی بیماریاں پھیلائیں گی۔ کئی مائیں میرے پاس بھی لے آتی ہیں جب میں پیار کر چکتا ہوں تو بتاتی ہیں کہ اس کو تو فلاں وبائی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے وہ الگ بات ہے لیکن یہ جو مضمون ہے اِس کو ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ اُولُوا الْاَلْبَاب یہ اقرار کرتے ہیں کہ محض ایمان لانے کے نتیجے میں ہم پاک و صاف نہیں ہو گئے۔ ہمارے گناہ بخشے بھی جا چکے ہوں تب بھی ہمارے اندر بُرائیاں موجود رہیں گی اور تیری مدد کے سوا وہ بُرائیاں دُور نہیں ہو سکتیں۔ پس مومنوں کو تو مبلغین کی فکر کرنی چاہیئے اور ان کے ساتھ لگ کر اُن کی کمزوریاں دُور کرنے میں ان کی مدد کرنی چاہیئے ورنہ اسی طرح کھلے چھوڑ دیئے گئے تو باقی جماعت میں بھی وہ اپنی بیماریاں پھیلاتے رہیں گے۔ دُعا کا اگلا حصہ اسے مکمل کر دیتا ہے پھر وہ عرض کرتے ہیں وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ اگر ہماری دعا قبول ہو گئی تو اب بُرائیاں تو تُو دُور کر دے گا لیکن پتہ نہیں کتنا وقت لگتا ہے۔ بعض بیماریاں عمر کا ساتھ دیئے ہوئے ہوتی ہیں، لمبے عرصے سے چمٹی ہوئی ہوتی ہیں اور پتہ نہیں کتنی عمر باقی ہے۔ اتنے عرصے میں وہ ہٹ بھی سکیں گی کہ نہیں موت کا کوئی وقت معین نہیں، تو دیکھیں اُولُوا الْاَلْبَاب نے کیسی عقل والی دُعا کی ــــ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ اے خدا! مارنا نہ جب تک نیکوں میں شمار نہ ہو چکے ہوں۔ تیری مرضی ہے جلد صحت دے یا دیر سے صحت دے، مقصد یہ ہے کہ جب تک صحت نہ پا چکے ہوں ہمیں واپس نہ بُلانا۔ آخری سانس اِس حالت میں لے رہے ہوں کہ تُو کہہ رہا ہو کہ تم ابرار میں داخل ہو گئے ہو۔ کیسی پیاری دُعا ہے اور اُولُوا الْاَلْبَاب واقعی ایسی دُعائیں کیا کرتے ہیں اور ایسی دُعاؤں کی درخواستیں بھی کیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور میں ایک صحابیہ ہیں یہاں ہماری جماعت کی بڑی مخلص رُکن آمنہ صدیقہ کی والدہ ہیں۔ بہت بڑی عمر ہو چکی ہے۔ غالباً ۹۰ اور ۱۰۰ کے درمیان ہے لیکن ماشاء اللہ ہوش و حواس خوب قائم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی باتیں یاد۔ ان کا ابھی رمضان میں مجھے پیغام ملا، اُس پر مجھے یہ آیت یاد آئی۔ میں نے کہا دیکھیں خدا نے کس طرح اپنے پیارے بندوں کی باتیں قرآن کریم میں محفوظ کر دی ہیں۔ ان کی بھی جو پہلے گزر چکے تھے، ان کی بھی جو بعد میں آنے والے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ میرے لئے صرف یہ دُعا کیا کریں کہ خدا مجھے اِس حالت میں واپس بُلائے جب مجھ سے راضی ہو چکا ہو۔ پس وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ کی دُعا صاحبِ عقل لوگوں کی دُعا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ بُرائیوں کا زندگی کا ساتھ ہوتا ہے۔ بعض دفعہ گئی ہوئی بھی پھر جائیں تو دوبارہ بھی آ جاتی ہیں۔ آخری فیصلہ اُس وقت ہوگا جب انسان واپس جا رہا ہوگا۔ اُس وقت اگر خدا کی رضا کی نگاہیں پڑ رہی ہوں، اگر اس کے نزدیک اس وقت انسان نیکوں میں شمار ہو چکا ہو تو زندگی کا مقصد پورا ہو گیا اور پھر انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ میں باطل میں نہیں ہوں۔ ان لوگوں میں نہیں ہوں جو باطل میں شمار کئے جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ابھی ایک دُعا جاری ہے۔ اپنی ذات کے لئے سب کچھ مانگ لیا مگر اس دین کے لئے ابھی کچھ نہیں مانگا جس دین کے نتیجے میں ان کی اصلاح کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کے تصور کے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اے خدا! ہم نے یہ پیغام دوسروں کو بھی تو پہنچانا ہے اور تیرے جو وعدے ہمارے متعلق پہلے نبیوں سے کئے گئے ہیں کہ ہم دُنیا میں اس طرح اصلاحِ احوال کریں گے اور دوسرے لوگوں کے حالات میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے۔ وہ وعدے اگر پورے نہ ہوئے تو قیامت کے دن کیسی ہمارے لئے شرمندگی ہے یعنی ایک انسان اپنی ذات میں اگر نیک بھی بن چکا ہو اور اس کا بظاہر نیک انجام بھی ہو، وہ اگر دوسرے بنی نوع انسان کے متعلق اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتا تو وہ اپنے آپ کو کامیاب نہیں سمجھتا۔ یہ اُولُوا الْاَلْبَاب کی تعریف کی جا رہی ہے چنانچہ یہ دُعا بھی ساتھ بتا دی کہ: رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ ۔ اے خدا! وہ سارے وعدے ہمارے حق میں پورے فرما دے جو تُو نے پہلے رسولوں کو دیئے تھے کہ ہم آنے والوں کے ساتھ یہ یہ سلوک فرمائیں گے۔ اب یہ کیا مطلب ہے کہ وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ دراصل یہاں یہ بات کھل گئی کہ یہ ساری دُعا جو اُولُوا الْاَلْبَاب کی دُعا ہے یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں کی دُعا ہے اور یہ جو باتیں ہو رہی ہیں یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلاموں کی ہی باتیں ہو رہی ہیں کیونکہ یہ آپ کی ہی ایک اُمت ہے

جس کے متعلق گزشتہ تمام انبیاء نے خوشخبریاں دی تھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تمام دنیا میں ہر دوسرے دین پر غالب فرمائے گا۔ تو وہ یہ عرض کرتے ہیں کہ: رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ تو نے گزشتہ تمام انبیاء کے ہاتھوں ہمیں جو خوشخبریاں بھیجی تھیں اور وعدے کئے تھے کہ میں اُمّتِ محمدیہ سے یہ یہ سلوک کروں گا وہ ہمارے حق میں پورے فرما دے۔ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قیامت کے دن ہمیں ذلیل و رسوا نہ ہونے دینا کہ وہ وعدے جو ہمارے ساتھ وابستہ تھے وہ پورے نہ ہوئے۔ اب اگر وعدے پورے نہیں ہوئے تو بظاہر یہ خیال جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدے پورے نہیں کئے۔ حالانکہ خدا تو وعدے پورا کرتا ہے پس اس دعا کا آخری حصہ یہ ہے اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ جہاں تک وعدوں کا تعلق ہے تو یقیناً وعدہ خلافی کرنے والوں میں سے نہیں۔ تو لازماً اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس جب ہم یہ التجا کرتے ہیں کہ یہ وعدے ہمارے حق میں پورے فرما تو مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان وعدوں کا مستحق بنا دے کیونکہ اگر ہم مستحق نہ رہے تو پھر یہ وعدے پورے نہیں ہوں گے لیکن قصور تیرا نہیں ہوگا، قصور ہمارا ہوگا تو اس طرح قرآن کریم ان لوگوں کی راہوں کو ہم پر آسان بنا دیتا ہے جن کی راہیں ان کی دعاؤں کے نتیجے میں ان پر آسان بنائی گئیں اور ہمیں نصیحت فرماتا ہے کہ اس طرح یہ دعائیں کرتے ہوئے اس سفر میں آگے بڑھو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کمزور عورتوں، مردوں اور بچوں کی دعا کو بھی قرآن میں محفوظ فرمایا ہے۔ ایسی عجیب کتاب ہے کہ زندگی کا کوئی پہلو خالی نہیں چھوڑتی۔ مختلف حالتوں کی دعائیں اس میں محفوظ ہیں۔ اگر آپ غور سے ان کا مطالعہ کریں تو زندگی کے ہر امکان پر یہ دعائیں حاوی ہیں اور زندگی کے ہر احتمال پر بھی یہ دعائیں حاوی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی راہ میں جنگ نہیں کرتے جو یہ کہتے ہیں۔ (یہ آیت کے پہلے حصے کا ترجمہ ہے) کہ ان لوگوں کی خاطر تم کیوں جہاد نہیں کرتے جو مظلوم ہیں اور جو مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں اور یہ دعائیں کر رہے ہیں کہ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا کہ اے اللہ ہمیں اس بستی سے نجات بخش جس بستی کے رہنے والے ظالم ہو چکے ہیں وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ہمارے لئے اپنی جناب سے کوئی دوست بنا کے بھیج دے وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۱؎ اور اپنی ہی جناب سے ہمارے لئے کوئی مددگار بھیج دے۔

پھر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا ہے

جب ان کی قوم نے ان کے ساتھ بے وفائی کی اور اللہ تعالیٰ کے واضح ارشاد کو سننے کے باوجود اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایک شہر میں داخل ہو جائیں جس کی فتح ان کے لئے مقدر کی گئی تھی تو اس موقع پر انہوں نے کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۲؎ کہ اے موسیٰ جا تو اور تیرا رب دونوں لڑتے پھرو ہم تو یہاں بیٹھے رہنے والے ہیں۔ جب تم دونوں، تم اور تمہارا رب لڑ کے شہر فتح کر لوگے تو پھر ہمیں بتا دینا ہم بھی داخل ہو جائیں گے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ عرض کیا: رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ ۳؎ - اے میرے رب! میرا کمزوری کا یہ حال ہے کہ میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی کو اپنے ساتھ نہیں پاتا۔ سب میرا ساتھ چھوڑ چکے ہیں۔ اس دعا میں بھی بڑی گہری حکمت ہے۔ جواب دینے والوں نے موسیٰؑ سے یہ کہا تھا کہ تو اور تیرا خدا لڑتے پھرو۔ رب کا ذکر کیا تھا۔ خدا تو ساری کائنات کا خدا ہے اور مالک ہے۔ اس نے کسی سے کیا لڑنا ہے۔ جب وہ کسی کی ہلاکت کا فیصلہ کرے گا تو وہ اس کو ہلاک کر دے گا لیکن وہ لڑنے والے ضرور تھے۔ ایک موسیٰؑ تھے اور ایک ان کے بھائی تھے۔ ان کے اس جواب سے یہ شبہ پڑ سکتا تھا کہ موسیٰ ہی صرف وفادار رہا اور موسیٰؑ کا بھائی بھی ان لوگوں میں شامل ہو چکا ہے۔ اس شبہ کے ازالہ کی خاطر حضرت موسیٰؑ کی دعا میں یہ عرض ہمارے سامنے رکھی گئی کہ دیکھو موسیٰؑ اکیلا ہی وفادار نہیں تھا اس کا بھائی بھی وفادار تھا اگرچہ قوم نے اس کا ذکر نہیں کیا تو دعا یہ بتائی کہ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ۔ اے خدا! میں اکیلا ہی تیری راہ میں چلنے والا وفادار نہیں ہوں بلکہ میرا بھائی بھی میرے ساتھ شامل ہے لیکن ہم صرف دو ہی ہیں فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ہمارے اور فاسقوں کی قوم کے درمیان تفریق کر دے۔ ایسا سلوک فرما کہ ظاہر ہو جائے کہ تیرے پسندیدہ لوگ کون ہیں، تیری رضا کو حاصل کرنے والے لوگ ہیں اور وہ لوگ کون ہیں جن سے تو ناراض ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک دعا یہ بھی سکھائی گئی: رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۴؎۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے۔ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ پس ہمیں بھی شہداء میں شمار کر لے۔ شاہدین میں شمار کر لے۔ اس سے وہ پہلی دعا یاد آ جاتی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب میں ان لوگوں نے کی تھی جو اپنے آپ کو انصار الی اللہ کہتے تھے۔ اس میں یہ ذکر تھا کہ اے خدا! ہمیں شاہدوں میں شمار کر لے اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا عجیب کرشمہ ہے کہ یہ دعا یہاں سکھائی گئی جہاں پہلے عیسائیوں کی تعریف کی گئی ہے۔ اور یہ فرمایا گیا ہے کہ نصاریٰ میں سے آج بھی ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ پس چونکہ ان کی خوبیوں کا ذکر چل رہا تھا اس لئے ان کی وہ بہترین دعا یہاں مومنوں کو یاد کرا دی گئی جس کے نتیجے میں ان کی نیکی کو اتنا دوام ہوا کہ بعض ان میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ظہور کے بعد بھی اپنی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے بھی نیک ہوئے اور خدا کے نزدیک نیک ٹھہرے۔ پس فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ کی دعا ان عیسائیوں کے ساتھ جنہوں نے ابتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا ایک گہرا تعلق رکھتی ہے اور خدا تعالیٰ کو یہ دعا منظور ہے تبھی امّتِ محمدیہ کے سلسلے میں بھی اس دعا کو دہرایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلام بھی یہی دعا کرتے ہیں۔

ایک دعا مائدہ سے متعلق ہے وہ بھی تشریح طلب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حبّ دنیا کی محبت اپنے حواریوں پر سرد کر دی اور وہ یوں لگتا تھا کہ کشکول ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تبلیغ کے لئے نکل گئے ہیں، سارے کام چھوڑ دیئے اور کوئی ذریعہ معاش باقی نہیں رہا تو اس وقت انہوں نے دنیا کی مشکلات سے گھبرا کر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ عرض کیا کہ آپ خدا کے حضور یہ دعا کریں کہ وہ آسمان سے ہم پر مائدہ اتارے کیونکہ ہم اب "کمائی جوگے" نہیں رہے ہم تو خالصۃً اس دین کے لئے وقف ہو گئے ہیں، اس لئے ہمارے رزق کا وہی انتظام کرے اور آسمان سے مائدہ اتارے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعا کی وہ اوّلین کے لئے بھی اور آخرین کے لئے بھی کی۔ وہ دعا یہ ہے: قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سورۃ المائدہ: ۱۱۵) کہ اے ہمارے خدا! ہم پر آسمان سے نعمتوں کا دسترخوان نازل فرما۔ ایسی نعمتیں جو ہمارے اوّلین کے لئے بھی عید ہو جائیں اور آخرین کے لئے بھی عید ہو جائیں یعنی دونوں کے لئے خوشیوں کے سامان لائیں۔ وَاٰيَةً مِّنْكَ اور وہ تیری طرف سے ایک نشان بن جائے۔ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ تو ہمارے رزق کا انتظام فرما اور تو بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔ اس دعا کے ساتھ یہ اعتبار ضروری ہے کہ اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے ساتھ تنبیہ فرما دی۔ پھر اس کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ یہ دعا سننے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری یہ دعا قبول کروں گا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان لوگوں نے اگر ناشکری کی تو ان کو عذاب بھی ایسا دوں گا ۵؎ جو دنیا میں کبھی کسی کو نہ دیا گیا ہو اور دنیا کے لئے عبرت کا نشان

۱؎ سورۃ النساء : ۷۶ ۲؎ سورۃ المائدہ : ۲۵ ۳؎ سورۃ المائدہ : ۲۶ ۵؎ سورۃ المائدہ : ۱۱۶

بنادوں گا۔ اب اس شرط کے ساتھ رزق عطا کرنا یہ عجیب سا لگتا ہے۔ آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ غور طلب بات ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ رحیم و کریم، رزّاق، دیالو، بے انتہا سخی اور رحم کرنے والا، اور اپنے نبی کی یہ دعا سنتا ہے کہ ہاں! میں ان کے لئے آسمان سے رزق اتاروں گا اور ساتھ ہی اتنی بڑی تنبیہ کر دیتا ہے کہ اگر یہ ناشکرے ہوئے تو ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں کبھی کسی کو نہ دیا گیا ہو۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کو جب آپ سمجھ لیں گے تو پھر اس دعا کو ہمیشہ خدا کے حضور عرض کرنے کی توفیق پائیں گے ورنہ اس کا غلط مطلب سمجھ کر آپ دعا مانگتے رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مائدہ سے دراصل روحانی مائدہ مراد لیا تھا اور رزق کی دُعا بھی مانگی ہے لیکن ضمنی طور پر چنانچہ آپ دو بارہ اس دُعا کو پڑھیں۔ فرمایا، ہمارے لئے آسمان سے مائدہ اتار جو ہمارے اولین اور آخرین کے لئے عید ہو۔ وَارْزُقْنَا۔ اور ہمیں رزق دے۔ پس رزق اور ہوا اور وہ مائدہ اور ہوا اور اس مائدہ کے علاوہ رزق بھی مانگا ہے۔ لیکن دعا کی درخواست کرنے والے جو لوگ تھے اُن کے ذہن میں روحانی مائدہ نہیں تھا بلکہ دنیاوی مائدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کرتے ہوئے متوجہ کیا کہ اصل روحانی مائدہ ہے۔ اگر تم نے روحانی مائدہ سے فائدہ نہ اٹھایا اور دنیاوی رزق میں پڑ گئے تو لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو گے۔ دنیا تمہاری مادی ترقی دیکھے گی اور یہ سمجھے گی کہ حضرت عیسیٰؑ نے جو دعا مانگی تھی اس کے نتیجے میں تمہیں سب کچھ حاصل ہو گیا اور تمہاری پیروی کو فخر سمجھے گی اور اسی کو ذریعۂ نجات سمجھے گی، دنیا یہ سمجھے گی کہ ایسی قومیں جن پر خدا نے اتنی نعمتیں کی ہوں کہ ساری دنیا سے زیادہ ان پر رزق فراخ کر دیا ہو۔ وہ تمام دنیا کی دولتوں کے مالک بن بیٹھے ہوں وہ اچھے لوگ ہیں تبھی تو خدا تعالیٰ ان کو عطا کر رہا ہے تو یہ فرمایا کہ ضروری نہیں ہے کہ یہ ظاہری رزق پانے کے بعد بھی خدا کی نظر میں وہ اچھے لگنے جائیں۔ تیری دُعا کی خاطر ہم اُن کو رزق تو دے دیں گے لیکن اگر روحانی مائدہ کے بغیر انہوں نے رزق پر قناعت کی اور رزق کے عاشق ہو گئے اور اسی کے ساتھ دل لگا بیٹھے تو چونکہ دنیا کے لئے ٹھوکر کا ذریعہ بن سکتے ہیں، اس لئے ہم پر فرض ہوگا کہ ہم آخر اُن کو ہلاک کر دیں، تاکہ دنیا یہ سمجھ لے کہ

محض ظاہری رزق عطا کرنا انعام نہیں ہے۔

انعام اور چیز ہے اور ظاہری رزق میں فراخی دنیا اور چیز ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا عظیم الشان رزق یعنی مادی رزق بھی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا اتنی ہی بڑی تنبیہ کر دی کہ اس رزق کا حق ادا کرنا ورنہ تم صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جاؤ گے اور ایک عبرتناک عذاب کے ذریعے مٹائے جاؤ گے۔ یہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا تھی جو اولین کے علاوہ آخرین کے متعلق خصوصیت سے مانگی گئی تھی۔ آخرین میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے آج کے دَور کے عیسائی ہیں۔ اور آپ دیکھ لیجیئے کہ خدا نے کس شان سے اس دعا کے ظاہر کو پورا فرمایا ہوا ہے۔ اتنا رزق دے دیا ہے کہ باقی ساری دنیا ان کے مقابل پر بھکاری بنی ہوئی ہے، کچھ بھی ان کے پلّے نہیں۔ ساری دنیا کے یہ رازق بنے ہوتے ہیں جس کو چاہیں اس کو رزق دیتے ہیں، جس سے چاہیں اس سے چھین لیتے ہیں لیکن چونکہ اس شرط کو پورا نہیں کیا جو روحانی مائدہ سے تعلق رکھتی تھی اس لئے دنیا کے لئے ٹھوکر کا موجب بھی بن گئے ہیں۔ بہت سے غریب ممالک، مسلمان بھی اور ہندو بھی اور بدھسٹ بھی اس لئے عیسائی ہو رہے ہیں کہ وہ کہتے ہیں دیکھو خدا نے ان سے حسن سلوک فرمایا۔ ان پر فضل فرمائے۔ یہ ٹھیک ہی ہوں گے تو خدا تعالیٰ ایسا کر رہا ہے۔ پس قرآن کریم کی دوسری آیت میں جو تنبیہ مضمر تھی وہ تنبیہ ہم اپنے سامنے ظاہراً پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں۔ پس اس لئے یہ لازم ہے کہ یہ قومیں اگر اصلاح نہیں کریں گی اور خدا تعالیٰ کے روحانی رزق کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی اور دین کی طرف، سچے دین کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی تو یہ عبرت کا نشان بن جائیں گی اور ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائیگا

انگلستان کے دل میں، لندن میں کھڑے ہو کر

میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ یہ سو فیصدی سچی باتیں ہیں۔ کوئی دنیا کی طاقت ان کو ٹال نہیں سکتی۔ دو ہزار سال پہلے کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس طرح عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو اتنا بڑا رزق عطا کیا جائے گا اور اتنا وسیع دستر خوان ان کے لئے اتارا جائیگا۔ چودہ سو سال پہلے جب قرآن کریم میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کوئی وہم و گمان بھی نہیں کر سکتا تھا کہ عیسائی آخر دنیا میں کس طرح حاوی ہو جائیں گے اور رزق کے تمام ذرائع پر کس طرح وہ قابض ہو کر بیٹھ جائیں گے کیونکہ اس آیت میں موجود ہے کہ جب عیسیٰؑ نے آخرین کے لئے یہ دعا مانگی تو خدا نے فرمایا ہاں! میں قبول کروں گا لیکن جو لوگ صرف مادی رزق پر راضی ہو جائیں گے اور روحانیت کی طرف سے آنکھ پھیر لیں گے اُن کو پھر میں عذاب کا نشانہ بنا دوں گا۔

پس یہ جو دوسرا حصہ ہے اس نے لازماً پورا ہونا ہے صرف ایک شرط ہے کہ یہ قومیں توبہ کریں اور ان آخرین میں شامل ہو جائیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے آخرین ہیں کیونکہ ایک وہ آخرین ہیں جن کا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر کیا ہے اور ان کے متعلق یہ مضمون بیان ہوا جو اس آیت میں ہے۔ ایک وہ آخرین ہیں جن کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے ذکر فرمایا ہے اور وہ ذکر بالکل مختلف رنگ میں ہے وہ یہ ہے کہ اسلام جس طرح آج غریب ہے یعنی غربت سے شروع ہوا اور دولت سے شروع نہیں ہوا، ایسے آخرین آنے والے ہیں کہ وہ بھی اس تاریخ کو دہرائیں گے اور اسلام دوبارہ غریبانہ حالت سے شروع ہوگا۔

پس جن آخرین کا ذکر ہے وہ دولتمند نہیں ہیں بلکہ غریب جماعت ہیں لیکن خدا کی محبت میں اور خدا کی خاطر اپنے رزق کو قربان کرتے چلے جاتے ہیں اور نیکی کی راہوں میں چندے دیتے چلے جاتے ہیں۔ پس ان اہل تو ہیں کے لئے اب بھی بچنے کی راہ ہے کہ مسیح موسوی کے آخرین سے نکل کر مسیح محمدی کے آخرین میں داخل ہو جائیں اور یہی ان کے لئے نجات ہے۔

اب حضرت آدم اور ان کے ساتھی کی دُعا جو کہ قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی ہے جبکہ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور انہیں دھوکہ دیا تو ان دونوں نے عرض کیا: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف: ۲۴) اگر تو نے ہم سے بخشش کا سلوک نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم یقیناً گھاٹا پانے والوں میں ہو جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:

> انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ آج کل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیئے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔
>
> (ملفوظات: جلد ۶، صفحہ ۲۷۵)

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روحانی طبیب بنا کر بھجوایا گیا تھا اس لئے معلوم ہوتا ہے اس دعا کا اس دور کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جب میں نے غور کیا تو مجھے سمجھ آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک نئے دَور کا آدم قرار دیا گیا ہے اور یہ وہ دور ہے جس میں کہ اسلام کو دنیا میں از سر نو زندہ بھی کیا جائے گا اور غالب بھی کیا جائیگا۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک شعر میں اپنے آپ کو آدم قرار دیتے ہیں۔ پس اس دُعا کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے بڑا گہرا تعلق ہے کیونکہ ایک نئے آدم کے دور کے ساتھ اس دُعا کا تعلق ہے۔ اس نئے دور میں اس دعا کی مدد سے داخل ہوں اور یہ دُعا پڑھتے ہوئے داخل ہوں کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا۔ اگر تو نے مغفرت نہ فرمائی۔ وَتَرْحَمْنَا اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تو یقیناً ہم گھاٹا پانے والوں میں سے ہوں گے۔ اس دعا میں لفظ خاسرین کا بھی دورِ آخر سے گہرا تعلق ہے کیونکہ قرآن کریم میں سورۂ عصر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اُس زمانے سے خبردار رہو، اس زمانے کا خیال کرو جبکہ انسان بحیثیت مجموعی گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔ انسان گھاٹا کھانے لگا تھا۔ تمام عالم کا یہ حال ہو چکا

تمام دنیا گھاٹا کھانے والی دنیا ہو جائے گی۔ پس ان دعاؤں کا مضمون ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہوتا ہے۔ اور بڑے گہرے آپس کے تعلقات ہیں جو سرسری نظر سے دکھائی نہیں دیتے لیکن جب آپ ذرا ڈوب کر قرآن کا مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ روحانی نظام بھی بہت گہرا مربوط نظام ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ اس کا تعلق چل رہا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی جماعت کو اس دعا کی طرف متوجہ فرمایا تو یونہی نہیں کہ دل میں یونہی خیال آگیا کہ چلو یہ بھی دعا کر لیا کرو بلکہ اپنے آدم ہونے کے اعتبار سے اور قرآن کریم کی اس خبر کے اعتبار سے کہ یہ زمانہ گھاٹا کھانے والوں کا زمانہ ہے یہ دعا جماعت احمدیہ کیلئے نہایت ہی اہم ہے اور ہماری بقاء کیلئے بہت ہی ضروری ہے۔

ایک اور دُعا سے پتہ چلتا ہے کہ دعاؤں کا سلسلہ صرف اس زندگی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ چنانچہ سورہ اعراف میں یہ دلچسپ دعا موجود ہے جو مرنے کے بعد اعراف پر موجود جنتی خدا سے مانگیں گے اور اس وقت وہ یہ دعا کریں گے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ — کہ اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں میں نہ شمار کرنا (سورۃ اعراف: ۴۸)

اس کا کیا مطلب ہے؟ وہ تو ظالموں کی دنیا سے نکل کر اپنے خدا کے حضور حاضر بھی ہو گئے۔ اور اس مقام پر فائز کئے گئے جسے قرآن کریم اعراف کا مقام بتاتا ہے یعنی خدا کے منتخب چیدہ بندے جس طرح پہاڑ کی بلند چوٹی پر کوئی کھڑا ہو اسی طرح ان کو رفعتیں عطا کی جائیں گی اور وہ دُور سے دکھائی دیں گے۔ نمایاں طور پر معلوم ہو گا کہ یہ خدا کے پیارے بندے ہیں اس مقام پر فائز ہونے کے باوجود یہ حالی ہو گا کہ عرض کریں گے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ — اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کی قوم میں داخل نہ کرنا دراصل ابھی اعراف پر فائز لوگوں کے ساتھ حساب کتاب ہونا باقی ہے یہ اس دور کی بات ہو رہی ہے جبکہ حشر نشر ہو چکا ہے لیکن ابھی آخری فیصلے کا وقت آنے والا ہے مگر نیکیوں کی علامتیں بھی ظاہر ہو گئی ہیں۔ بدوں اور جہنم والوں کی علامتیں بھی ظاہر ہو رہی ہیں وہ دو گروہوں میں بانٹے جا رہے ہیں تو انکسار کا تقاضا یہ ہے اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اس حالت میں بھی جبکہ سامنے جنت دکھائی دے رہی ہو۔ عاجزانہ طور پر یہ عرض کریں کہ جہاں تک ہماری ذات کا تعلق ہے۔ اگر تو ہمارے ظالم ہونے کا فیصلہ کرلے تو تیرا فیصلہ برحق ہو گا۔ ہم اپنے گناہوں اور کمزوریوں سے واقف ہیں۔ اعراف پر فائز ہونے کی وجہ سے ہمیں کوئی دھوکہ نہیں لگا۔ ہم یہ نہیں سمجھ رہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جان پر کوئی ظلم نہیں کیا اس لئے جب ہم کہتے ہیں کہ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ تو مراد یہ ہے کہ تیرے حضور ہم ظالموں میں شمار نہ ہوں ہماری تو یہ التجا ہے کہ ظلموں کے باوجود تو ہمیں نیک لوگوں میں لکھنا اور اگر ہم بخشے جائیں تو ہم اس دھوکے میں مبتلا نہیں ہوں گے کہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے بخشے گئے بلکہ یہ سمجھیں گے کہ ظالم ہوتے ہوئے بھی تو نے ہمیں ظالموں میں شمار نہیں فرمایا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی دُعا

جبکہ قوم کے منکروں نے آپ کو دھمکی دی اور وہ دھمکی یہ تھی کہ تم واپس سوادِ اعظم میں لوٹ آؤ اکثریت قوم کی تمہیں واپس بلا رہی ہے۔ تم نے اقلیت کی ایک عجیب سی نئی راہ اختیار کر لی ہے اور بہت معمولی تعداد میں ہو تمہاری حیثیت کوئی نہیں جب چاہیں ہم تمہیں مٹا سکتے ہیں۔ اس لئے اب دو ہی باتیں ہیں۔ جھگڑے ختم کرو اور بحثیں ختم کرو، یا تو تم ہمارے مذہب میں واپس لوٹ آؤ یا پھر ہم تمہیں ملک بدر کر دیں گے اور تمہیں اپنے وطن میں بھی رہنے کا حق نہیں رہے گا اس پر حضرت شعیب علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ ایک دعا تھی جو اپنے رب سے مخاطب ہو کر کی۔ قوم یہ دھمکی دے رہی تھی اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ قوم کی بات کو بھلا کر وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ — وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۭ ہمارا توکل تو اللہ پر ہے نہ کہ کسی قوم کے سہارے پر، نہ اکثریت پر، نہ دنیاوی طاقت پر۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ (الاعراف: ۹۰) اے خدا اب اس قوم اور ہمارے درمیان تو فیصلہ فرما کیونکہ ہمیں تو اب فیصلے کی کوئی طاقت نہیں اور تو حق کے ساتھ فیصلہ فرما — وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ — اور سب فیصلہ کرنے والوں سے تیرا فیصلہ بہتر ہوا کرتا ہے۔ پس وہ قوم جو دین کی راہ میں ستائی جائے اور اُسے دھمکی دی جائے کہ یا تم ہمارے اندر واپس لوٹ آؤ ورنہ ہم تمہیں ملک بدر کر دیں گے، اُن کے لئے یہ بہت ہی موزوں دُعا ہے اور اُن کے حالات پر اطلاق پاتی ہے۔

ملک بدر کرنے کا جو مضمون ہے اس کے متعلق یہ ذہن نشین کریں کہ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ کسی کو وطن سے نکال کر ملک بدر کیا جائے اُس کے شہری حقوق چھین کر بھی اس کو ملک بدر کیا جا سکتا ہے پس مختلف ادوار کے مختلف انداز ہوا کرتے ہیں۔ اس جدید دور میں ملک بدر کرنے کا ایک طریق یہ ہے کہ ملک میں رکھتے ہوئے شہری حقوق سے محروم کر دیا جائے اور یہ واقعہ کوئی نیا نہیں اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی فرعون نے اسی طرح موسیٰ ؑ کی قوم کو ملک بدر کیا تھا کہ جسمانی طور پر باہر نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اور شہری حقوق سارے چھین لئے تھے۔ پس یہ ملک بدر کرنے کی ذلیل ترین صورت ہے کہ نجات حاصل کرنے کے لئے جو باہر بھاگنا چاہے اُسکی راہ میں روکیں ڈالو اُس کو سزائیں دو۔ قید کرو کہ تم نکلنے کی کوشش کیوں کرتے ہو اور ملک میں رکھتے ہوئے سارے شہری حقوق چھین لو۔

پس یہ جو فرعونی دور ہے اس کا ملک بدر کرنا سب سے زیادہ خوفناک اور تکلیف دہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور اپنے تمام مظلوم بندوں کو اس قسم کے ظلموں سے نجات بخشے۔

اس وقت جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو فرعون نے نکلنے نہ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اصرار کیا کہ میری قوم کو نکلنے دو۔ ان ظلموں سے نجات بخشو اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ اس ملک کے برابر کے شہری نہیں تو ان کو ملک چھوڑنے دو تو فرعون نے کہا اب میں یہ بھی نہیں کرونگا جو زور لگا سکتے ہو لگا دو۔ اس پر بالآخر مقابلہ روحانی مقابلے تک پہنچا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے یہ کہا کہ تم جو الٰہی نشانات دکھایا کرتے پھرتے ہو میرے نزدیک تو یہ محض دھوکہ اور جادو گری ہے۔ اس لئے کیوں نہ تمہارا میرے جادوگروں سے مقابلہ کرا دیا جائے اور دنیا دیکھ لے کہ اصل حقیقت کیا ہے

باقی اگلے صفحہ پر

درخواست دُعا

خاکسار کے والدین کی صحت و تندرستی و درازیٔ عمر کے لئے اور بڑے بھائی انور احمد بشارت عزیز ناصر احمد، سعادت احمد گلبرگی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے اور اپنی پڑھائی میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار۔ ظفر احمد گلبرگی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

چنانچہ فرعون نے یہ منادی کرائی کہ جو اس ملک کے چوٹی کے جادوگر ہیں وہ اکٹھے ہو جائیں اور لوگ بھی فلاں دن جو کہ خوشیاں منانے کا ایک دن تھا اکٹھے ہوں کیونکہ اس دن ایک جادوگر کا دوسرے جادوگروں سے مقابلہ ہونا ہے۔ اس کی ساری تفاصیل قرآن کریم میں موجود ہیں مختصراً یہ بتاتا ہوں کہ جادوگر جب حضرت موسیٰؑ کے مقابلے کے لئے حاضر ہوئے تو فرعون نے ان سے مخاطب ہو کے کہا کہ بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ اس کے مقابل پر ہم سے کیا لوگے؟ تو انہوں نے فرعون کا قرب نہیں مانگا۔ انہوں نے فرعون سے دنیاوی انعام مانگے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ خدا کے نیک بندے جب خدا سے انعام مانگتے ہیں تو قرب الٰہی مانگتے ہیں۔ انبیاء سے کوئی چیز مانگتے ہیں تو ان کا قرب مانگتے ہیں۔ فرعون نے معلوم ہوتا ہے اس میں سبکی محسوس کی۔ اس نے کہا اچھا یہ انعام تو میں دوں گا ہی اور تمہیں مقرب بھی بنا لوں گا حالانکہ مقرب بننے کی کوئی التجا بھی انہوں نے نہیں کی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کے دل میں فرعون کی کوئی محبت نہیں تھی۔ فرعون کی کوئی عظمت نہیں تھی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ وہ پھر ہدایت پا گئے بھی ہو گئے اگر فرعون یا اس کے دین سے گہری محبت ہوتی اور اس کی عظمت دلوں میں بیٹھی ہوتی تو شاید اتنی آسانی سے ہدایت نہ پاتے۔ بہرحال جب انہوں نے خدا تعالیٰ کا نشان دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ... اُن کے معبودوں پر ایک عظیم الشان فتح عطا ہوئی۔ تو فرعون کی طرف متوجہ ہوئے بغیر وہ ایمان لے آئے اور اسی وقت انہوں نے یہ دعا کی رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ[1] کہ اے خدا! اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل فرما۔ وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ۔ اور ہمیں مسلمین میں وفات دینا۔

اس دعا کی وجہ یہ بنی کہ اُن کے ایمان پر فرعون بہت بگڑا اور اُن کو بہت دھمکیاں دیں اور یہ کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر کس طرح ایمان لے آئے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اجازت کا کیا سوال ہے۔

ہم نے سچائی دیکھی اور ایمان لے آئے

اس پر فرعون نے کہا اچھا! اگر یہ بات ہے تو میں تمہیں اس قدر دردناک عذاب دوں گا کہ ایک طرف سے تمہارے بازو کاٹوں گا اور دوسری طرف سے ٹانگیں کاٹوں گا اور تمہیں ہمیشہ کے لئے ذلیل و رسوا کر کے اور بیکار کر کے پھینکوا دوں گا اور جو بھی تکلیف دی جا سکتی ہے وہ تمہیں دوں گا۔ اس پر انہوں نے فرعون سے کہا۔ فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ جو کچھ تو دنیا میں فیصلے کر سکتا ہے کر گزر۔ جو عذاب دے سکتا ہے دے۔ ہم تو سچائی کو دیکھ کر ایمان لے آئے ہیں اور ان مشکل حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جو ان کو نظر آ رہے تھے انہوں نے یہ دعا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ کی۔ اے خدا! ہم پر صبر نازل فرما۔ تیری طرف سے جب تک صبر کی توفیق نہ ملے ہم اپنی کوشش سے صبر نہیں کر سکیں گے اور اگر ہمیں مارنا ہی ہے تو مسلمان ہونے کی حالت میں مارنا۔ موت کے ڈر سے کافر ہونے کی حالت میں زندہ نہ رکھنا۔

حضرت ہارونؑ کو جب حضرت موسیٰؑ نے جانشین بنایا اور ان کی قوم کا اکثر حصہ بگڑ گیا اور بچھڑا بنا لیا تو حضرت موسیٰؑ واپس لوٹے۔ یہ واقعہ آپ نے قرآن کریم میں بارہا پڑھا ہوگا کہ کس قدر غضب کی حالت میں تھے اور یہاں تک کہ حضرت ہارونؑ کو ذمہ دار گردانا اور ان سے سختی سے جواب طلبی کی۔ اس پر حضرت ہارونؑ نے اپنے بزرگ تر بھائی کو سمجھایا کہ میں تو بالکل بے قصور ہوں۔ مجھ میں تو طاقت ہی نہیں تھی کہ ان جاہلوں کو روک سکتا۔ میں نے کوشش کی مگر انہوں نے اپنی ضد کی اور توحید سے دوبارہ شرک کی طرف مائل ہو گئے۔ تب حضرت موسیٰؑ نے یہ دعا کی

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ
(الاعراف: ۱۵۲)

اے میرے رب! مجھے بھی بخش دے اور میرے بھائی کو بھی بخش دے۔ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ۔ اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما۔

حضرت موسیٰؑ کی اس دعا میں اور پہلی دعا میں یہ فرق ہے کہ یہاں اپنا رب کہہ کر دعا کی یہ درخواست پیش کی ہے۔ پہلے ہم دونوں کے رب یا ہمارے رب کے طور پر خدا سے التجا مانگی تھی۔ یہاں چونکہ حضرت موسیٰؑ خدا کی طرف سے لوٹے تھے یعنی خدا کے ساتھ خاص لقاء کے بعد لوٹے تھے۔ اور حضرت ہارونؑ کا معاملہ وہاں مشکوک بنا ہوا تھا کہ آپ کس حد تک ذمہ دار ہیں کس حد تک نہیں، تو آپ نے اپنے حوالے سے دعا مانگی کہ مجھے تو پتہ ہے کہ میں تیری طرف سے لوٹ کے آیا ہوں۔ میں کلیتہً بری الذمہ ہوں۔ اس لئے اے میرے رب! مجھے بھی بخش دے اور میرے بھائی کو بھی بخش دے اور ہم سے ان لوگوں سے الگ معاملہ فرما۔ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی دعائیں اپنا ایک خاص انداز رکھتی ہیں۔ جب آخر حضرت موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو ایک مقررہ مقام پر جو خدا نے مقرر فرمایا تھا ساتھ لے جانے لگے تو وہاں طبعی طور پر زلزلہ آ گیا اور وہ زلزلہ اتنا شدید تھا کہ ڈر تھا کہ سب ہلاک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ کی لقاء کے لئے (یعنی جس حد تک بھی ان کو لقا نصیب ہو سکتی تھی) حضرت موسیٰؑ چیدہ ستر آدمیوں کو ساتھ لے کر جا رہے تھے اور آگے سے زلزلہ آ گیا اور وہ بھی بڑا خطرناک تو ایسے موقع پر حضرت موسیٰؑ نے کیا دعا کی۔ وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ کہ اے خدا! اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے بھی تو ان کو ہلاک کر سکتا تھا۔ اس وقت جب کہ ایک خاص مہم پر جا رہے ہیں یہ تو ہلاکت کا وقت نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ یہ گنہگار نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کو ہلاک کرنا درست نہیں ہے، پر مجھے موقعہ اچھا نہیں لگ رہا اور جہاں تک تیری قدرت کا تعلق ہے۔ وَاِيَّايَ۔ تو چاہتا تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا۔ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۤءُ مِنَّا کیا تو ہمیں اب اس وجہ سے ہلاک کرے گا کہ ہمارے بعض بیوقوفوں نے شرک اختیار کیا؟ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ۔ یہ نہیں میں مان سکتا۔ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ کا یہ مطلب ہے کہ مجھے یقین ہے کہ یہ صرف آزمائش ہے۔ ڈراوا ہی ڈراوا ہے اور کچھ نہیں ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تو ایسی بات کرے۔ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاۤءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَاۤءُ۔ اس طرح کی آزمائشوں کے ذریعے تو جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ مراد ہدایت عطا کرتا ہے۔ اور جن کمزوروں کو چاہتا ہے ان کو ننگا کر دیتا ہے اور ان سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا۔ لیکن اے خدا! یاد رکھنا کہ ہمارا ولی تو ہے۔ تیرے سوا اور کوئی نہیں۔ تیرے سوا ہم کسی سے مراد نہیں مانگ سکتے۔ نہ کسی اور دروازے کو کھٹکھٹائیں

[1] سورۃ الاعراف: ۱۲۷

گئے۔ فَاغْفِرْ لَنَا۔ پس ہمیں بخش دے۔ وَارْحَمْنَا۔ اور ہم پر رحم فرما۔ وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ — تو سب بخشنے والوں سے بڑھ کر اور سب سے بہتر بخشنے والا ہے — وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ[1]۔ اے خدا! اس دنیا میں بھی ہمارے لئے حسنات لکھ دے۔ اچھی چیزیں لکھ دے۔ حسنۃً اس دنیا میں بھی ہمارا مقدر بنا دے — وَفِي الْاٰخِرَةِ — اور آخرت میں بھی۔ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ — کیسی پیاری دعا ہے۔ کہتے ہیں ہم تو اب تیری طرف آہی گئے ہیں۔ گویا سفر کرکے تیرے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ اب تو واپسی کا کوئی رستہ نہیں رہا۔ اب تو خیر سے کر ہی واپس لوٹیں گے — اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ — ہم تیرے پاس آگئے۔ اب ہم سے یہ سلوک کرنا کہ دشمنوں میں ہماری فضیحت ہو اور جگ ہنسائی بنے۔

پس انبیاء کی دعاؤں پر غور کریں اور دیکھیں یہ انعام یافتہ لوگ تھے۔ کیسے موقعہ اور محل کے مطابق کتنی حکمت کے ساتھ اور درد کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ انہوں نے ایسی دعائیں مانگیں جو معلوم ہوتا ہے کہ مانگتے وقت ہی خدا کے حضور مقبول لکھی گئی تھیں اور ان کے رد کرنے کا سوال ہی نہیں تھا کیونکہ دعائیں اپنی سچائی اور خلوص کے ساتھ خود اپنی مقبولیت کی گواہ بن کر دلوں سے اٹھ رہی تھیں۔

چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اس ایک دعا کے بعد جو اب میں آپ کو بتاؤں گا پھر یہ سلسلہ انشاء اللہ اگلے جمعہ میں جاری رہے گا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا آخرت میں بھی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کی جو زندگی ہے اس میں اور بھی مزید ترقیات عطا ہوتی ہیں اور روحانی دنیا میں کوئی ترقی دعا کی مدد کے بغیر عطا نہیں ہو سکتی۔ اس مضمون کو خوب ذہن نشین کر لیں۔ پس اگر مرنے کے بعد بھی ترقیات کا سلسلہ جاری ہے تو دعاؤں کا سلسلہ لازم ہے۔ چنانچہ فرمایا — دَعْوٰهُمْ فِيْهَا — جنت میں ان جنتیوں کی کیا دعا ہو گی۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ — اے اللہ! تو ہر برائی سے پاک ہے۔ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ — اور وہ ایک دوسرے کو سلام بھیجیں گے۔ سلام دعا ہے۔ ایک دوسرے کے لئے خدا سے سلامتی مانگیں گے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ یونس: ۱۱) اور آخری دعویٰ ان کا یہ ہو گا۔ آخری دعا ان کی یہ ہو گی کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یہاں رب کے اوپر دعا کی جو تان ٹوٹی ہے اور قرآن کریم کی پہلی آیت — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ — پر جو دعا کی تان ٹوٹی ہے تو اس میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہو گیا جس سے ہم نے سورۃ فاتحہ کا آغاز کیا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رب ہے یعنی کسی چیز کو ایک حالت میں نہیں رہنے دیتا۔ جس چیز کو اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اسے ترقی دیتا رہتا ہے۔ اسے آگے بڑھاتا رہتا ہے، اس کی تکمیل فرماتا رہتا ہے۔ خدا کے ساتھ ایک دائمی ارتقاء کا تعلق ہے جو اس کی ربوبیت کی صفت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ربوبیت کی صفت سے تعلق رکھتا ہے۔ پس — اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ — کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شکر ہے ہم نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو رب ہے اور ہمیشہ ترقی دیتا رہتا ہے۔ پس ان مقامات پر فائز ہونے کے باوجود ہم مزید ترقیات کے خواہاں ہیں۔ پس اے خدا! اپنی ربوبیت کا جیسا سلوک تو نے دنیا میں ہم سے فرمایا آخرت میں بھی ربوبیت کا یہی سلوک ہم سے جاری رکھنا۔ اس دعا کے بعد اب میں آج کے خطبے کو ختم کرتا ہوں۔ باقی انشاء اللہ جیسا کہ میں نے گزارش کیا ہے اگلے خطبے میں اسی مضمون کو جاری رکھیں گے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اس کے بعد حضور انور نے سیٹلائیٹ کمیونیکیشن کے ذریعہ براہ راست خطبہ جمعہ سننے والی جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"یہ فہرست انہوں نے مجھے دی ہے۔ آج بھی بعض جماعتیں بڑی ہمت کر رہی ہیں۔ بہت خرچ اٹھتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ کس طرح اس مستقل مزاجی سے یہ خرچ وہ برداشت کر رہی ہیں۔ ان ممالک میں سے جاپان غالباً سب سے زیادہ دور ہے۔ زیادہ خرچ آتا ہوگا اور جماعت چھوٹی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں بہت برکت دے۔ ان سب جماعتوں کو جو نیکی کی خاطر اتنا خرچ کر رہی ہیں، خود نیکی کی بات سننے کی ترص لئے ہوئے یہ محنت کر رہی ہیں۔ ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو آخرت کے رزق بھی عطا فرمائے اور دنیا کے بھی۔ (آج خطبہ سننے والی جماعتوں میں) جاپان ہے، ماریشس ہے، جرمنی ہے، یہ تو ماشاء اللہ مستقل حصہ بنے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ اب ۱۰ ملکوں میں بھی جماعتیں پھیل رہی ہیں۔ (ان جماعتوں میں) مانچسٹر، ساؤتھ آل، ایسٹ لندن، کرائیڈن، جلنگھم اور ہنسلو (ہیں) جو اس خطبے میں ہمارے ساتھ براہ راست شریک ہیں۔"

بقیہ صفحہ ۱۰: (۱۰) :- "گھناؤنے سماجی اور اخلاقی جرائم اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ پورا معاشرہ بیمار اور بد بودار ہو گیا ہے۔ صورت حال بے حد تشویشناک ہے کیونکہ خرابی اس سے بہت آگے تک پھیل گئی ہے جرائم نے ہماری سیاست اور معیشت کو بھی گھیرے میں لے لیا ہے۔ آج ہماری سیاست بڑی حد تک جرائم پیشہ لوگوں کی تحویل میں آچکی ہے۔ سمگلنگ، منشیات فروشی اور دہشت گردی کے مرتکب افراد اپنی بے تحاشا دولت کے بل بوتے پر سیاسی جماعتوں اور اسمبلیوں پر مسلط ہوتے جا رہے ہیں۔" (محمد حنیف رامے جنگ لندن ۲۳ جولائی ۱۹۹۰ء)

(۱۱) :- "انسانیت کا قتل عام جاری ہے۔ ہر طرف لاقانونیت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔" (جنگ لندن ۲۱ جولائی ۱۹۹۰ء بیان از علامہ ساجد علی نقوی)

(۱۲) :- "پاکستان کا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ اسلامی قدریں ختم ہو چکی ہیں۔ تباہی و بربادی بے حیائی کا سیلاب امڈ آیا ہے۔" (مولانا نورانی جنگ لندن ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء)

(۱۳) :- "کراچی میں ۵ لاکھ بنگلہ دیشی لڑکیاں "برائے فروخت"

"کراچی کے افلاس زدہ علاقے گذشتہ کئی برسوں سے انسانی جسموں کی ایک بڑی منڈی کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ اور بنگلہ دیش سے لاکر ہزاروں خواتین کو یہاں فروخت کیا جاتا ہے۔"

(جنگ لندن ۸ اپریل ۱۹۹۱ء)

کون پاکستانی ہے جس کا دل ان خبروں کو پڑھ کر خون کے آنسو نہ روتا ہو۔ یہ ایسا دور ہے کہ درد کی بلبلاہٹ تو ہر شخص محسوس کرتا ہے مگر اس کے مداوا کی کوئی صورت اس کے ذہن میں نہیں آتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (بقیہ ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

---

[1] سورۃ الاعراف: ۱۵۶-۱۵۷

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے!

از مکرم رشید احمد چوہدری صاحب لندن

۱۰۰ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ جب خدا تعالیٰ کے ایک فرستادہ نے دنیا میں آکر آواز دی کہ میں امام مہدی ہوں اور منادی کی کہ صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار۔ کچھ لوگوں نے آواز سن کر اعتنا کیا اور اس کے ساتھ ہو گئے مگر اکثر نے انکار کیا اور اس کے دعاوی کو جانچنے کی بجائے تمسخر و استہزاء سے کام لیا۔ بعض شریر کوشش میں حد سے بڑھ گئے۔ اور اس کے خلاف ایک محاذ قائم کیا۔ جھوٹ پر جھوٹ بولا اور عوام الناس کو گمراہ کرنے کی مہم شروع کی۔ خدا کے فرستادہ نے نرمی سے ان کو سمجھایا کہ یہ تباہی کی راہ ہے اس پر قدم نہ مارو مگر وہ بعض دشمنی میں حد سے تجاوز کر گئے۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اس نے قرآنی تعلیم کے مطابق آئمہ تکذیب کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ جو مخالف مقابلہ پر آیا مباہلہ کا شکار ہوا۔ مگر اس واضح نشان کے باوجود مخالفین اپنی شرارت میں بڑھتے گئے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے مہدی کی اس جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا مشاہدہ کیا مگر ایمان لانے کی ان کو توفیق نہ ہوئی۔

اسی طرح سال پر سال گزرتے گئے۔ یہاں تک کہ احمدیت کی پہلی صدی اپنے اختتام تک پہنچنے کو آئی مگر مخالفین اپنے مکر و فریب سے باز نہ آئے اور اپنی شرارت اور کذب بیانی میں انتہا تک بڑھ گئے۔

خصوصاً اس ملک میں جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا احمدیوں کے لئے دردناک فضا پیدا کر دی گئی۔ کلمہ سے محبت کے نتیجہ میں جیلیں [illegible] [illegible] و تشنیع کا نشانہ [illegible] [illegible] مسیح موعود [illegible] والسلام کی [illegible] انتہائی [illegible] باتیں کہی گئیں۔ اس قدر ظلم ہوا کہ پاکستان احمدیوں کے لئے ایک اذیت ناک جیل خانہ کی صورت اختیار کر گیا۔ احمدیوں کے تمام انسانی حقوق کو پامال کر دیا گیا۔

امام مہدی کے خلیفہ کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ایسی صورت حال میں مہدی کے جانشین نے سربراہ پاکستان ضیاء الحق اور دوسرے آئمہ مکذبین کو ایک بار پھر للکارا اور قرآنی مباہلہ کے چیلنج کا اعادہ کیا اور کہا کہ اگر پچھلے نشانات سے ان کی تسلی نہیں ہوتی تو آؤ ایک دفعہ پھر معاملہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش کر کے فیصلہ لیں کہ کون برحق ہے اور کون کاذب۔ کس فریق پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے۔ اور کون خدا تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوتا ہے۔

اس دفعہ بھی مکاروں نے حیلوں بہانوں سے کام لیا اور مقابلہ پر آنے سے گریز کیا مگر پھر بھی وہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکے۔ پاکستان کے ڈکٹیٹر صدر ضیاء الحق کے انجام سے کون باخبر نہیں وہ مباہلہ کے چیلنج کے اوّلین مخاطب تھے۔

جماعت احمدیہ کے امام نے آئمۃ التکفیر کو مباہلہ کا چیلنج دیتے وقت پاکستان کے عوام کو یہ نصیحت کی:

”آپ ان کی تائید میں آمین کہنے والے نہ بنیں ورنہ خدا کی پکڑ آپ پر بھی نازل ہوگی اور آپ بھی اس سے بچ نہیں سکیں گے“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ جون ۱۹۸۸ء)

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ واقعتاً یہ ملک اس وقت ہلاکت کے کنارے پر پہنچ چکا ہے اور پوری قوم خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن چکی ہے۔ چنانچہ آج اگر ہم پاکستان کے اخبارات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ باوجود یکہ ملک کے چند دانشور اور دیگر راہنما اس بات کو محسوس کر رہے ہیں وہ اس کے ازالہ کے لئے کچھ نہیں کر رہے۔

ذیل میں چند پاکستانی اخبارات و رسائل کے تراشے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ”آج کے پاکستانیوں پر علامہ اقبال کا یہ شعر صادق آتا ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود“

(ماہنامہ حکایت لاہور مارچ ۱۹۹۰ء ص)

(۲) ”ہر کس و ناکس کے منہ میں یہ سوال کلبلا رہا ہے: پاکستان کا کیا بنے گا؟ کہیں بھی جا بیٹھو کسی سے کہیں ملو تو خیر خیریت کے بعد پوچھا جاتا ہے کیوں صاحب! آخر پاکستان کا کیا بنے گا؟“

”ایک عام پاکستانی کو ایک مردار بنا دیا گیا ہے۔ لیکن وہ ابھی مرا نہیں اس کی آنکھیں کھلی ہیں اور اس کی نبض چل رہی ہے ...... اس کی کھال ادھیڑی جا رہی ہے۔ بوٹیاں نوچی جا رہی ہیں۔ اس کا خون جونکوں اور بھیڑیوں کی طرح چوسا جا رہا ہے۔ عام پاکستانی کلاشنکوفوں، ریوالوروں اور خنجروں کے نرغہ میں آیا ہوا ہے۔ اس پر کلاشنکوفوں کی حکمرانی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کلاشنکوفوں اور ریوالوروں کی گولیاں اس کے جسم کے آر پار ہو رہی ہوں مگر وہ زندہ ہے ...... اپنے منتخب نمائندوں اور حکمرانوں کو اپنا خون پلا پلا کر زندہ و سلامت رکھنے کے لئے زندہ ہے“

(اداریہ حکایت جون ۱۹۹۰ء)

(۳) ممتاز احمد صاحب ایڈیٹر [illegible] تحریر کرتے ہیں:

”بدقسمتی سے استحصال پسند مفاد پرست اور ناعاقبت اندیش درندہ صفت سیاستدانوں کے ٹولوں نے وطن عزیز کو ایک دہکتے ہوئے آتش فشاں میں تبدیل کر دیا ہے۔ جا بجا خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی بنیادی حکومتی ذمہ داری قصہ پارینہ بن کر رہ گئی ہے ...... انہیں نہ ملک کی سلامتی کی پرواہ ہے نہ قدرت کے ہاتھوں اپنے خوفناک انجام کی خبر۔ قوموں کی تباہی کی یہی نشانیاں ہوتی ہیں؟“

(جنگ لاہور ۱۲ جون ۱۹۹۰ء)

(۴) ”پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ہے لیکن نہ اس میں اسلام ہے اور نہ ہی جمہوریت“

(بیان مولانا فضل الرحمٰن جنگ لاہور ۸ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۵) ”ملک میں اغوا ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں روز کا معمول بن چکی ہیں“

(مولانا فضل الرحمٰن جنگ لاہور ۸ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۶) ”زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے شہری جرائم کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے باعث انتہائی خوف و ہراس کی زندگی گزار رہے ہیں“ (بے نظیر بھٹو جنگ لاہور ۷ ستمبر ۱۹۹۰ء)

(۷) ”شریعت بل پر تو لوگ متفق نہیں ہیں مودودی، نورانی فضل الرحمٰن اور سمیع الحق نے اپنی علیحدہ علیحدہ دکانیں کھول رکھی ہیں جو مذہب کے نام پر لوگوں کو لوٹ رہے ہیں اور عوام کو فریب دے رہے ہیں“ (جنگ لاہور ۹ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۸) ”۱۹۹۰ء کے دوران ملک بھر میں ۵۸۳۲ افراد قتل، دھماکوں، ڈکیتیوں، اغوا کی کوششوں اور پولیس مقابلوں میں مارے جانے والوں کی تعداد الگ ہے“

(جنگ لاہور ۸ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۹) ”پاکستان کا ہر دسواں شہری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۲ لاکھ افراد [illegible] استعمال کرتے ہیں“

(جنگ [illegible] نومبر ۱۹۹۰ء)

[illegible] باقی صفحہ [illegible] پر

سابق وزیر اعظم ہند اور آل انڈیا کانگریس آئی کے صدر

محترم راجیو گاندھی کا اندوہناک سانحہ ارتحال

قادیان ۲۲ مئی۔ صبح کی نشریات میں یہ معلوم کر کے بیحد دُکھ اور افسوس کے ساتھ ہر طرف غم کے بادل چھا گئے کہ محترم راجیو گاندھی سابق وزیر اعظم، مدراس سے چالیس کیلو میٹر دور ایک بم کے حادثہ میں گزشتہ رات ۱۰.۲۰ بجے ناگہانی طور پر دم توڑ گئے۔ ملک کے ایک ہر دلعزیز اور عظیم اور نامور لیڈر کا یہ سانحہ ارتحال یقیناً بڑا ہی افسوسناک اور ملک و قوم کے لئے ایک بدنما دھبہ ہے۔ ملکی اور عالمی سطح پر اس تشدد اور بربریت کی پُرزور مذمت کی جا رہی ہے۔

قادیان میں یہ خبر ملتے ہی بڑے دُکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے تمام اداروں میں تعطیل کر دی گئی۔ اور بطور تعزیت صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا:۔

تعزیتی ریزولیشن صدر انجمن احمدیہ قادیان

مسئلہ ۱۵۱۔ غیر معمولی

22.5.1991

صدر انجمن احمدیہ قادیان سابق وزیر اعظم و صدر آل انڈیا کانگریس (آئی) شری راجیو گاندھی کی المناک موت پر گہرے دُکھ کا اظہار کرتی ہے۔ جناب راجیو گاندھی ہمارے ملک کے ایک سچے خادم اور مشہور و معروف سیاستدان تھے ان کی غیر متوقع اچانک موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کی ہمیشہ کمی محسوس کی جاتی رہے گی۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان جناب راجیو گاندھی کے پسماندگان اور پوری قوم کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دلی تعزیت کرتی ہے اور اُمید کرتی ہے کہ اس نازک موقع پر پورے ملک کے باشندے امن اور بھائی چارہ اور رواداری کو قائم رکھنے کی کوشش کریں گے۔

مختصر حالات:۔

یو۔ این۔ آئی کے مطابق محترم راجیو گاندھی بذریعہ کار وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ قبل ڈائس پر پہنچ چکے تھے۔ تالیوں اور گلدستوں سے آپ کا پُرتپاک استقبال کیا جا رہا تھا کہ اس وقت ڈائس سے چند گز کے فاصلہ پر زبردست بم دھماکہ ہوا اور یہ اندوہناک حادثہ پیش آیا۔

پولیس کے اعلیٰ افسران جلد ہی جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور آپ کی نعش کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

اس واقعہ سے قبل آپ مدراس سے چالیس کیلو میٹر دور شری پدم پدور مقام پر اندرا گاندھی کی کانسی کی مورتی پر پھول مالا چڑھا کر مذکورہ مقام پر ایک چناؤ جلسہ سے خطاب کے لئے پہنچے تو یہ حادثہ پیش آیا۔

بذریعہ خصوصی طیارہ آپ کی نعش دہلی لائی گئی اور پہلے پوسٹ مارٹم اور رہائش گاہ پر قریبی رشتہ داروں کو دکھانے کے بعد تین مورتی ہاؤس میں رکھا گیا جہاں سوگواروں کا تانتا بندھا رہا جو زیارت اور پھول مالائیں چڑھانے کے لئے اُمڈے چلے آ رہے تھے۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے اس غیر معمولی حادثہ پر سات دن سوگ منانے کا اعلان کیا اور ملکی اور غیر ملکی اخبارات کے صفحۂ اوّل پر یہ خبریں نشر ہوتی رہیں۔ ۵۴ ممالک کے رہنما محترم راجیو گاندھی کی آخری رسومات میں شرکت اور اظہار ہمدردی کے لئے دہلی پہنچے۔

مورخہ ۲۴ مئی بروز جمعہ بعد دوپہر لاکھوں سوگواروں کے درمیان محترم راجیو گاندھی کی آخری رسومات چار بجے شام شانتی ستھل کے مقام پر ادا کی گئیں۔

محترم راجیو گاندھی ۲۰ اگست ۱۹۴۴ء کو محترمہ اندرا گاندھی اور محترم فیروز گاندھی کے ہاں پیدا ہوئے اور محترمہ اندرا گاندھی کی وفات پر آپ اُن کی جگہ وزیر اعظم ہند کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس وقت دنیا کے تمام وزراء اعظم میں سے آپ سب سے کم عمر تھے۔

آپ نے اپنی اعلیٰ سیاسی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیاسی اعتبار سے ملک کو عالمی سطح پر بلند مقام تک پہنچایا اور خود بھی عالمی شہرت پائی۔

افسوس! آج ملک ایک بلند پایہ سیاسی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے جس کی کمی آئندہ بھی محسوس کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ملک و قوم کو اس سانحۂ عظیمہ کو برداشت کرنے اور امن و اتحاد کی خوشگوار فضا کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(ایڈیٹر بدر)

چنڈی گڑھ (پنجاب) میں پندرہ روزہ کامیاب تبلیغی کیمپ

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ امسال مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو چنڈی گڑھ میں پہلا تبلیغی وفد بھیج کر ... دو ہفتہ تبلیغی کیمپ لگانے کی توفیق ملی الحمد للہ علی ذالک۔

مکرم رشید الدین صاحب پاشا قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان و مکرم ناظم صاحب کے زیر اہتمام موسم بہار کی تعطیلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درج ذیل طلبہ پر مشتمل ایک تبلیغی وفد مورخہ ۲۰/۴/۹۱ تا ۳/۵/۹۱ سرگرم عمل رہا۔

(۱) مکرم مبارک احمد تقوی۔ امیر قافلہ
(۲) خاکسار محمد مجیب خاں نائب " "
(۳) مکرم ایم ناصر احمد
(۴) " منزل احمد
(۵) " ایم ابو بکر
(۶) " کے ناصر احمد
(۷) " عبد السلام
(۸) " پی عبد الناصر
(۹) " مبشر احمد بدر
(۱۰) " حفیظ احمد
(۱۱) " نصیر الحق

چنڈی گڑھ شہر ایشیا (ASIA) میں سب سے اوّل درجہ کا PLANNED شہر وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ شہر کی آبادی کل ۴۷ سیکٹروں میں منقسم ہے ایک سیکٹر میں کم از کم ... ہزار ... ہیں اس میں رہنے والے زیادہ ہندو غیر ملکی تعلیم یافتہ باشندے ہیں۔ اس علاقہ میں خاص طور پر ۱۵ سیکٹر میں افریقہ کے لوگ رہتے ہیں یہ شہر دلکش قدرتی مناظر سے بھرپور ہے۔

چنڈی گڑھ میں ہمارا مشن ہاؤس نہ ہونے کی وجہ سے VIJAYA BANK MANAGER جناب ایم لطیف صاحب کے گھر میں باوجود تنگی کے رہائش کا انتظام کیا گیا۔ تبلیغی ماحول میں سہولت پیدا کرنے کے لیے خدام کو چار گروپ میں تقسیم کر کے شہر کے مختلف حصوں میں بغرض تبلیغ بھیج دیا جاتا تھا۔

PUNJAB TOURIST DEVELOPMENT CORPORATION

پروگرام کے مطابق سب سے پہلا کام قادیان دار الامان کا نام PUNJAB TOURIST DWELOPMENT CORPORATION کے زیر انتظام بیرون ہند و اندرون سے آنے والے سیاحوں کے لئے جو TOURIST GUIDE Book شائع کی جاتی ہے اس میں دائمی طور پر درج کرانے کی کوشش کی گئی۔ اس غرض سے اس شعبہ کے ہیڈ جناب S.S. NALLIYA کے پاس گئے۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ قادیان ایک اہم تاریخی جگہ ہے۔ قبل ازیں اس کے لئے تمہاری طرف سے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اس وجہ سے یہ کام رکا رہا۔ اس کے لئے قادیان کے مقامات مقدسہ و تاریخی پس منظر بھیج دیں تاکہ آئندہ شائع ہونے والی GUIDE BOOK میں قادیان کا نام مستقل طور پر درج ہو سکے جب بھی قادیان میں کوئی FUNCTION ہو تو اس کی اطلاع قبل از وقت ہمیں ارسال کریں تاکہ اس شعبہ کی طرف سے شائع ہونے والے ٹورسٹ رسالہ میں شائع ہو سکے۔

پنجاب و ہریانہ سینٹرل لائبریری میں جماعت کی کتب رکھنے کا انتظام

... گڑھ کے سیکٹر ۱۷ میں معروف طور پر بنایا گیا مرکزی ہور وسیع بازار ہے۔ جس میں گورنمنٹ کے اہم دفاتر کے علاوہ BANK کے ادارہ جات موجود ہیں۔ اس جگہ ۳ منزلہ پنجاب و ہریانہ صوبائی سینٹرل لائبریری بھی ہے جس کے ہزاروں ممبران ہیں۔ اس میں جماعتی کتب رکھوانے کے لئے کوشش کی گئی۔

اس غرض کے لئے اس لائبریری کے ہیڈ جناب NASEEB CHAND کے پاس گئے۔ اور جماعت کے بارے میں تعارف کرایا گیا۔ بعدہ نائب ہیڈ لائبریری جناب نقار لیہ J.K KATARIYA سے ملاقات کی۔ ان سے مذہب کے بارے میں اور روح و بعث بعد الموت کے بارے میں تفصیل کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوا۔ دونوں لائبریری کے ہیڈز کو اسلامی اصول کی فلاسفی کتاب تحفہ دی گئی جسے بخوشی قبول کیا۔

NATIONAL GADLERY OF PORTIRAIT

چنڈی گڑھ میں تعلیمی شعبہ کے ماتحت ایک تصویری میوزیم موجود ہے۔ جس میں سنہ ۱۸۵۷ء سے لیکر سنہ ۱۹۴۷ء تک ہندوستان کو انگریزوں کے ہاتھوں سے آزاد کرانے کے لئے کوشش کرنے والے مجاہدین۔ اس کے لئے قربانیاں دینے والے اعلیٰ نیتاؤں لیڈروں کے فوٹو لگائے گئے ہیں۔ جس میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے فوٹو بھی لگائے گئے ہیں۔ اس میں جناب سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا فوٹو نہیں تھا۔ ہم نے اس شعبہ کے ہیڈ سے بات کی اور جناب حضرت ظفر اللہ خاں صاحب کی تاریخ سے واقف کرایا۔ اور ہم نے بتایا کہ ہندوستان کے نمائندہ کے طور پر لندن میں منعقد ہونے والے تین گول میز کانفرنس میں شامل ہوئے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اگلے مارچ سے قبل ان کا فوٹو اور مختصر تاریخ ارسال کریں ہم اس کو خرید یہاں پر لگوائیں گے۔

بک سٹال

خدا تعالیٰ کے فضل سے چنڈی گڑھ کے BUS STAND کے پاس ہی ایک عمدہ جگہ پر جس سے دن میں صبح سے شام تک لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے ۹ دن تک مسلسل بک سٹال لگایا گیا۔ جس کے ذریعہ سے سینکڑوں لوگوں سے مذہبی گفتگو کرنے کے علاوہ مبلغ ۴۱۵ روپے کی کتب فروخت کرنے کی توفیق ملی۔ بک سٹال کے سامنے BOOK OF RELIGION لکھا ہوا ایک بورڈ لٹکایا گیا تھا

وقار عمل

چنڈی گڑھ کی خوبصورتی کے لئے حکومت نے ایک مصنوعی جھیل بنائی ہے جس کا نام SAKBNA LAKE ہے۔ اس کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے حکومت نے SHARAMDAN یعنی وقار عمل کا انتظام کیا ہے۔ اس مقام پر سرکاری و ادارہ کے لوگ اپنے اپنے بینر لگا کر وقار عمل کرتے ہیں۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے نوجوان LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کے بورڈ لگا کر ۳ گھنٹے منالی وقار عمل کیا۔ اور جماعت کی طرف سے بطور نمائندہ شامل ہوئے۔

گاؤں میں تبلیغ

چنڈی گڑھ کے پاس بہت سے گاؤں ہیں۔ اسی طرح سیکٹر ۲۱ اور سیکٹر ۲۶ میں مسلمان بہت کافی ہیں۔ یہاں پر مسجد بھی ہے گھنڈا لو دارا سیکٹر ۲۱ اور سیکٹر ۲۶ میں ہمارے نوجوانوں نے گروپ کی شکل میں جا کر پیغام حق پہنچایا

سرہند کی طرف پیغام حق

ہم چند طلبہ سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ شریف پر گئے۔ اور دعا کی وہاں کے متولی سے ۱۳ صدی کے

مجددِ اعظم کے بارے میں بات کی اور ان کو احمدیت کا پیغام پہنچا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکھوں کا تاریخی گوردوارہ فتح گڑھ سے وہاں بھی جاکر ان کے مذہبی رہنما سے تبادلہ خیالات کیا۔

اعلیٰ افسروں سے ملاقات

پنجاب و ہریانہ کے سرکاری محکمہ کے اعلیٰ افسروں سے اس دوران ملاقات کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ چنڈی۔ TOURIST CORPORATION MANAGING DIRCETER کے جناب D.Y. BBATTIYA I.A.S ہریانہ FOOD CORDORATION آڈیٹر جناب KARRAS HBBAIN KHAN صاحب۔ ایک اسلامی RESOREHDL جناب YOGNRTB SARSWII چنڈی گڑھ ریلوے آفیسر جناب TAJ BHAWAN CHAWLA سینٹرل لائبریری کمیٹی ممبر D.S. DILL M.A PHD وغیرہ سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ بڑے تاجروں اور مسلم WELFARE SOCIETY کے اعلیٰ ممبروں سے بھی ملاقات کی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ HUMEN RIGHT IN ISLAM، WHAT IS AHMADIYYATH، احمدیت کا پیغام۔ تحفہ نوے پھول، منتخب آیات قرآنیہ۔ منتخب حدیث۔ منتخب تحریرات وغیرہ کتب ان کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔ جسکو بخوشی قبول کیا گیا۔

اس کے علاوہ سیکڑ ۱۵ میں انگریزی۔ پنجابی اخباروں میں انگریزی اور پنجابی فولڈر رکھ کر انداز ... گھر تک پیغام حق پہنچا دیا۔ علاوہ ازیں۔ ہندی کلکی سروشن اوتار کا پیغام وسیع پیمانہ میں تقسیم کیا۔

خدمت خلق

اس دوران مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو خدمت خلق کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ چنڈی گڑھ کے مشہور ہسپتال P.G.I میں ایک ہفتہ تک دو مریضوں کو لے جایا کرتے تھے اور ان کو چیک اپ وغیرہ کرایا گیا۔

چنڈی گڑھ سے واپسی پر آنند پور گئے۔ یہ گوردوارہ امرتسر کے بعد سکھوں کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آنند پور کے ہیڈ گرنتھی جناب دلجیت سنگھ سے ملاقات کی۔ اسلام فطرتی مذہب ہونے کی دلیل اور سکھ مسلم اتحاد علاوہ ازیں صداقت حضرت مسیح موعود کے عناوین پر گفتگو ہوئی اور ان کو ہم نے جماعتی کتب تحفہ دیں۔ انہوں نے بھی ہمیں صبح کے وقت چائے کی دعوت پر بلایا۔ آنند پور والی پہاڑی پر باکھڑا اور رادھا سوامی گئے۔ وہاں پر بھی پیغام حق پہنچا دیا گیا۔ مورخہ ۱۹/۵/۸۳ کو شام تک خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان دار الامان میں کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس آئے۔

اللہ تعالیٰ ان طلبہ کو جزائے خیر دے۔ اچھے خادم دین بنا دے اور اپنے فضل سے نواز دے نیز محض للہ خدمت دین کرنے کی توفیق عطا کرے۔ ہم خدام الاحمدیہ قادیان محترم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ اور مجلس انصار اللہ بھارت و مقامی اور مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، لجنہ اماء اللہ بھارت اسی طرح مکرم لطیف احمد صاحب مینیجر VIJAYA BANK کے خاص طور پر شکرگزار ہیں۔ کہ انہوں نے ہر ممکن تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

رپورٹ مرتبہ: محمد نجیب خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

سلسلہ کے قدیمی خادم مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب واندرحسن کشمیر کا سانحہ ارتحال

از مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک امیر جماعت احمدیہ کشمیر

مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب معلم سلسلہ عالیہ احمدیہ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۸۴ء کو کچھ عرصہ علالت کے بعد اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم اپنے علاقہ کے ایک مشہور پیر واعظ مولوی محمد خضر شاہ صاحب کے فرزند تھے۔ مولوی صاحب مرحوم ابتدا سے ہی نیک اور سعید فطرت رکھتے تھے اور محض خوابوں کے ذریعہ رہنمائی پاکر آپ نے احمدیت قبول کی تھی۔ آپ کے حلقہ بگوش احمدیت ہو جانے پر آپ کے لئے ایک مشکلات کے دور کا آغاز ہوا۔ آپ کے والد صاحب اگرچہ اپنے فرزند کے سعید فطرت ہونے کی بنا پر آپ سے ہمدردی بھی رکھتے تھے لیکن اپنے مریدوں کے دباؤ کی وجہ سے آپ کو تنگ کرنے لگے یہاں تک کہ ایک موقعہ پر ایک بڑا مجمع مریدوں وغیرہ کا جمع کیا گیا اور جوان سال مولوی غلام احمد شاہ صاحب کو بلا کر والد صاحب نے کہا کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دینی امور پر صلاحیت سے نوازا ہے اس لئے چاہیئے کہ آپ لوگوں کی دینی تربیت کے کام میں لگ جائیں اس سے ایک تو انہیں عزت ملے گی اور دنیوی آرام و آسائش بھی میسر رہے گی اور یہ بھی کہ ان کا رشتہ جو ایک ملحقہ گاؤں میں طے ہو رہا تھا انجام پذیر ہوگا لیکن ہر صورت میں انہیں احمدیت سے توبہ کرنی ہوگی۔ والد صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہیں چاہیئے کہ وہ ان کی عزت کو خاک میں نہ ملا دیں۔ لیکن احمدیت پر ثابت قدم ان کے بیٹے نے علی الاعلان کہا کہ وہ اپنے والد کی عزت کو بڑھانا چاہتے ہیں اور وہ کسی بھی صورت میں احمدیت کی سچائی جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اس پر پیر واعظ محمد خضر شاہ صاحب نے اپنے فرزند کو پکڑ کر گھر سے باہر نکال دیا اور دوبارہ وہاں آنے سے منع کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا اور اسی بستی کے ایک بزرگ اور بااثر شخص مرحوم عبد الکریم صاحب بانڈے نے مولوی صاحب کو اپنے گھر میں رکھا۔ اور مولوی صاحب کمال ہمت، استقامت اور اخلاص کے ساتھ احمدیت پر ثابت قدم رہے۔ بعد میں آپ کا رشتہ جماعت کے ایک ذمہ دار فرد اور بزرگ خواجہ غلام رسول صاحب شیخ کی ہمشیرہ کے ساتھ طے ہوا اور شیخ صاحب نے مولوی صاحب کو آئندہ کیلئے اپنے ہی گھر میں رکھنے کی پیشکش کی۔ چونکہ علاقہ میں وہ اور دونوں ہی خاندان بااثر تھے اس لئے مولوی صاحب کی مشکلات کا رفتہ رفتہ ازالہ ہوتا گیا۔

مرحوم کی قبولیت احمدیت کا ذکر ان کی اپنی زبانی بشارات رحمانیہ حصہ اول ۱۹۶۷ء میں وضاحت سے کیا گیا ہے اسی طرح ان کا ذکر خیر اور خدمات دینیہ کا ذکر تاریخ کشمیر مرتبہ مولوی عبد اللطیف صاحب میں بھی تفصیل سے آگیا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم کشمیر کے دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہمبوسان میں اور دیگر کئی مقامات پر دینی خدمت بجالاتے رہے۔ ان کی کارکردگی سلسلہ کے معلمین اور واقفین زندگی کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مرحوم نے تحریک حریت کشمیر میں بھی سرگرم حصہ لیا۔ تقسیم ملک کے وقت آپ ہمبوسان میں متعین تھے۔ مرکز سے سلسلہ رابطہ کٹ جانے اور نامساعد حالات میں آپ کو زبردست مالی اور دیگر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے اپنی ڈیوٹی نہ چھوڑی اور عام مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تعلیم تربیت کا اضافی اہتمام کرتے ہوئے گزارہ کیا اور اپنے فرائض پورے کرتے رہے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور تین لڑکے (جن میں ایک واندرحسن جماعت کے صدر ہیں۔* دوسرے معلم وقف جدید ہیں) چار لڑکیاں اور کئی پوتے، پوتیاں، نواسے نواسیاں چھوڑ گئے ہیں مرحوم کا ایک نواسہ بھی مولوی فاضل مکمل کرنے کے بعد سلسلہ عالیہ کی خدمت کر رہا ہے۔ مرحوم مولوی صاحب ۷۵ سال کی عمر میں ہم سے جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کی قائم کردہ اعلیٰ دینی خدمت کی روایات سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ میں شمولیت کا آسان طریق | بقیہ صفحہ اول

فرمایا:۔
"کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ، سفر خرچ کے لئے جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسر آ جائیگا۔ گویا سفر مفت میسر ہو جائے گا۔"

سوواں جلسہ سالانہ اور ہماری ذمہ داریاں

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا سوواں جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ر دسمبر ۱۹۹۱ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ اس تاریخی جلسے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام برموقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء میں فرمایا تھا کہ:۔

"...... پس اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اس کے لئے موزوں سال ۱۹۹۱ء بنے گا۔ احباب جماعت سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دلی تمنا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعے میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال (یعنی اس سال۔ ناقل) جب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہوسکوں اور کثرت سے پاکستانی احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ اس دعا کے ساتھ یہ دعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال وجنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جا رہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دور کرے۔ اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہندو اور مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور دیگر مذاہب کے سب لوگوں کو اختلاف مذہب کے باوجود ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ...... اب خصوصیت سے ہندوستان کی جماعتوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ آئندہ سال (یعنی اس سال۔ ناقل) کے تاریخی جلسہ کے انعقاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلے سے بھی بڑھ کر ہندوستان کے لئے اور اپنی قوم کے لئے اس کے لئے دعا بھی کریں۔ اور کوشش بھی۔"

پس تمام احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی خدمت میں گزارش ہے کہ مذکورہ بالا زریں ارشادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس عظیم الشان تاریخی جلسہ میں شرکت کے لئے دعائیں اور کوشش جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق بخشے آمین۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بقیہ صفحہ نمبر ۹

نے سچ فرمایا:۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو غلیظ گالیاں دے کر تو وہ خدا کے غضب کو اور بھڑکا تے ہیں۔ اگر کسی کو دعویدار کے دعویٰ کی سچائی پر ایمان نہیں تو نہ سہی مگر انکار میں بھی ادب کا پہلو ہونا ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ جو ہمدردی انسانیت کا دعویٰ رکھتی ہے اس پر ان حالات میں ایک عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ یہی وہ جماعت ہے جو ملک وقوم کو تباہی کے گڑھے سے بچا سکتی ہے۔ چنانچہ امام جماعت احمدیہ جماعت کے افراد کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"جہاں تک جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے میں اس جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس تعلق کو استعمال کریں اور دعائیں کریں اور گریہ وزاری کریں اور استغفار کریں۔ کثرت کے ساتھ۔ اور دعا کریں کثرت کیساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان کو نصیحت دے ان کو ہدایت دے ان کو عقل دے اور ان کی آنکھیں کھولے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں اس پاک وطن کی طرف سے خوشیاں دیکھنی نصیب ہوں۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء)
(مرسلہ۔ رشید احمد چوہدری لندن)

درخواست دعا

مکرم عبدالقادر رضا صاحب منجی نمائندہ بدر یادگیر شاہ آباد اپنی دادی کی صحت و سلامتی کیلئے نیز اپنے کاروبار میں ترقی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں (مینیجر بدر)

ظالم قیامت کے دن کئی اندھیروں میں ہوگا۔ (متفق علیہ)

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR
VANIYAMBALAM — 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS. SAWNSIZE. TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO: OFF:- 6348179 RESI:- 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, BOMBAY-400099
(ANDHERI EAST)

طالبانِ دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
۱۹۔ اے سنگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
اَعْلِنُوا النِّكَاح
(ترجمہ)
نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو
منجانب:۔ پرویز احمد ملبی

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
NIR
CALCUTTA-15,
پیش کرتے ہیں۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ، ہوائی چپل نیز برانڈ پاشا اور کینوس کے جوتے

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
(پیشکش)
بانی ربڑ سپر یئرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۷۳
ٹیلیفون نمبرز:۔ ۵۲۰۹ - ۵۱۳۷ - ۴۲۸ - ۴۳